معارف اسلامی کورس

(عقائد، احکام،اخلاق)

(1)

ترتیب و تدوین

سیّد نسیم حیدر زیدی

فہرست

پیشگفتار 5
حصہ اوّل 8
(عقائد) 8
درس نمبر1 9
(خدا کی پہچان) 9
درس نمبر 2 12
(خدا کے صفات) 12
درس نمبر 3 16
(صفات سلبیہ) 16
درس نمبر4 20
(توحید) 20
درس نمبر 5 24
(عدل) 24
دوسری دلیل : 25
درس نمبر6 27
(نبوت) 27
درس نمبر 7 31
(نبی کے شرائط) 31
درس نمبر8 35
(آخری نبی) 35

درس نمبر9 38

(امامت) 38

درس نمبر10 42

(قیامت) 42

(حصہ دوم) 45

(احکام   ) 45

درس نمبر11 46

(تقلید) 46

درس نمبر 12 49

(نجاسات) 49

(مطہرات) 49

درس نمبر 13 51

(وضو) 51

(غسل) 51

(تیمم کا طریقہ) 53

درس نمبر 14 55

(نماز) 55

درس نمبر51 59

(نماز پڑھنے کا طریقہ) 59

درس نمبر 16 64

(نماز کے ارکان) 64

درس نمبر 17 67
(روزہ) 67
درس نمبر18 70
(زکوۃ) 70
(خمس) 71
درس نمبر 19 73
(حج) 73
(جہاد) 74
درس نمبر 20 76
(امر بالمعروف و نہی عن المنکر) 76
حصہ سوم 79
(اخلاق) 79
درس نمبر 21 80
(اخلاق) 80
درس نمبر22 83
(ایمان اور عمل میں اخلاص) 83
درس نمبر 23 87
(ماہ رمضان اور روزہ) 87
درس نمبر 24 90
(انفاق اور صدقہ) 90
درس نمبر25 99
(امانت اور امانت داری) 99

پیشگفتار

انسان کی عقل ہمیشہ اور ہر وقت کچھ سوالات کے جواب کی تلاش میں رہتی ہے،اگر یہ سوالات واضح اور حل ہوجـائیں تـو اس کے ضمن میں سیکڑوں سوالات سے خود بخود نجات مل جائے گی ، انسان کی عقل اچھے اور برے ، ط اور ح ، - اور با ل کے در یان فیـ ر پر ادر ہے اور . ان سوالات کو حل نہ رے ،اس وقت اپنی جـ پر آرام و اطمینان سے نہیں بیٹھ سکتی، لہذا ان کا حل دل و دماغ کے لئے سکون کا باعث ہے ۔ ان سوالات میں سے کچھ کا تعل "اصول دین "سے ہوتا ہے ،کچھ کا تعل "فروع دین "سے اور کچھ کا تعل " اخلاق " سے ہوتا ہے

لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ ہمارے معاشرہ میں ح تعلیم و تربیت کے فقدان کے سـبب نوجـوان "معـارف اسـلامی "سے نا آگاہ ہیں جسکی وجہ سے بعض ایسے خرافاتی اور بے بنیاد مسائل کو دین اسلام کا جز اور عقائد کا حصہ سمجھتے ہیں جن کا اسلام سے دور کا بھی تعل نہیں ہوتا اور پھر وہ ان ہی با ل عقیدوں کے ساتھ پرائمری ،پھر ہائی اسکول اور انٹر کالج اور اس کے بعـر یونیورسـٹی میں تعلیم کے لئے چلے جاتے ہیں اور یہاں پروہ مختلف افراد، تفرق عقائد کے لوگوں سے سروکار رکھتے ہیں ، چونکہ ان کے عقیـرہ کی بنیاد مضبوط نہیں ہوتی اور خرافاتی چیزوں کو مذہب کا رکن سمجھتے ہیں اس لئے مختصر سے ہی اعتراضـات اور شـبہات مـیں پریشـان و متحیر ہوجاتے ہیں ، لمی معیار و عقائدی معلومات کی کمی کی وجہ سے و با ل، اچھے اور برے ، ط و ح میں تمیز نہیں دے پاتے جس کے نتیجہ میں اصل دین اور روح اسلام سے بد ظن ہو جاتے ہیں، حیران و سرگردان زندگی

بسر رتے ہیں ، یا کلی طور پر اسلام سے منھ موڑ لیتے ہیں ، یا کم از کم ان کے اخلاق و رفتار اور اعمال پر اتنا گہرا اثر پڑتا ہے کہ اب ان کے اعمال کی پہلی کیفیت باقی نہیں رہتی ہے اور احکام و عقائد سے لاپروا ہو جاتے ہیں ۔ اس طرح کی ط تربیت اور اس کے اثر کو آپ معاشرے میں بخوبی مشاہدہ ر سکتے ہیں اور کوئی ایسا نظر نہیں آتا جو ان بے چاروں کو ذلت و گمراہی کے اندھیرے سے نکالنے کی فکر رے ۔

ہمیں چاہیے کہ ای نظم اور یح پروگرام کے تحت نوجوانوں کو یح معارف اسلامی سے آگاہ ریں اور بے بنیاد، ط ماحول اور رسم و رسومات کے خرافاتی عقائد کی بیخ کنی اور جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے ہر ممکن کوشش ریں ، ان کے لئے آسان اور لمی کتابیں فراہم ریں ، لائبریری بنائیں اور کم قیمت یا بغیر قیمت کے کتابیں ان کے اختیار میں قرار دیں ، ہر ممکن طریقہ سے پڑھنے لکھنے کی طرف شوق و رغبت دلائیں ۔

سر دست یہ کتاب معارف اسلامی کورس کے عنوان سے دو جلدوں میں دو مختلف سطحوں سے تعل رکھنے والے نوجوانوں کی دینی معلومات میں اضافہ کیلئے ترتیب دی گئی ہے ، اور اس کے لکھنے میں مندرجہ ذیل نکات کی طرف بھرپور توجہ رکھی گئی ہے ۔

1۔ کتاب کے مطالب دلیل و برہان کی روشنی میں نہایت سادہ اور آسان انداز میں بیان کئے گئے ہیں اور اختصار کے سبب صرف ضروری حوالوں پر اکتفاء کیا گیا ہے ۔

2۔ حتیٰ الامکان لکھنے میں لمی اصطلاحوں سے گریز کیا گیا ہے تاکہ کتاب کا مطالعہ لوگوں کے لئے تھکاوٹ کا سبب نہ بنے ۔

4۔ مشکوک و مخدوش ، بے فائدہ اور ضعیف مطالب سے اجتناب کیا گیا ہے ۔ 5۔ اس کتاب میں ان اہم مطالب کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس کا جاننا ہر مسلمان پر

وا.   ہے ، تاکہ تارئین د ٭ پ کے ساتھ پڑ یں اور پھر تفصیلی کتابوں کی طرف مائل ہوں۔

تارئین رام اس مختصر ن کتاب میں عقائد ،احکام اور اخلاق کے تمام مسائل کو بیان نہیں کیا گیا ہے بکہ اختصار کے پیش نظر صرف چیدہ چیدہ مطالب کو بیان کیا گیا ہے ۔تاکہ تارئین د ٭ پ کے ساتھ پڑ یں اور پھر تفصیلی کتابوں کی طرف مائل ہوں۔

آخر میں ہم بارگاہ خداوندی میں دست بد ا ہیں کہ وہ اس ناچیز کوشش کو قبول فرمائے۔ اور تمام ان حضرات کو اجر عظیم عطا فرمائے جھنوں اس کوشش میں ن بھی قدم کا تعاون فرمایا۔   الہ د ا

سید نعیم حیدر زیدی

حصہ اوّل

(عقائد)

درس نمبر1

(خدا کی پہچان)

خدا وند ام   دنیا کو پیدا کیا اور اسے   نظم طریقہ سے چلا رہا ہے ، کوئی بھی چیز بغیر سبب کے وجود میں نہ-یں آتی ہے ثال کے طور پر اگر ہم ں نئے گھر کو دیکھیں تو ہمیں اس بات کا یقین ہوتا ہے ۔ کہ اس کا بنا   والا ، کوئی ضرور ہ-وگا ،   ں کے خیال میں بھی یہ نہیں آتا کہ یہ خودبخود تیار ہو گیا ہوگا ۔

اگر ہم یز پر قم اور سفید کاغذ رھ ر چلے جائیں اور وہاں پر دیکھیں کہ کاغذ پر کچھ لکھا ہوا ہے تو یہ۔ دیےھ -ر ہمیں اطمینان سا ہوجاتاہے کہ ہماری غیر موجودگی میں کوئی آیا تھا ، اور اس پر اپنے آثار چ وڑ گیا ہے اگر کوئی ـــ جناب آپ کی غیہ-ر موجودگی میں یہ قم خود ہی اس پر رواں ہو گیا اوراس   یہ تمام چیزیں لھ دی ہیں تو ہم اس کی باتوں پر تجب -ریں   ـــ اور اس کی بات کوغیر ُ تول قرار دیتے ۔آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ں چیز کا وجود بغیر ت کے نہیں ہوتا ہے ، اور اس کی تلاش ہہ-ر شخ کو ہوتی ہے ، اب میں آپ سے سوال روں کہ کیا یہ اتنی بڑی طویل و عریض دنیا بغیر ں پیدا (بنا   واـــ) ر   واـــ کـــے پیدا ہوگئی ہے ؟ ہرگز ایسا نہیں ہے ، اتنی بڑی اور   نظم دنیا رواں دریا ، چمکتے ہوئے ستارے اور دمکتا ہوا سورج یہ رات دن کا آنا جانا ، ف لوں کی تبدیلی ، درختوں کے شباب ، گلوں کے نکھار بغیر ں بنا   واـــ کے نہیں ہو سکتا ۔

دنیا میں نظم و ترتیب:

اگر ہم ای بڑی عمارت دیکھیں جو نہایت نظم اور با ترتیب بنی ہوئی ہو اوراس میں رہنے والوںکیلئے تمام ممکن ضروریات کی چیزیں بھی باقاعدہ اپنی اپنی جگہ پرفراہم ہوں تو ہماری عقل فی ر پر مجبور ہو جاتی ہے کہ یہ ہر حاظ سے نظم عمارت خود بخود وجود میں نہیں آئی ہو گی ۔ بلکہ اس کابنا اور سنوار والا کوئی با ہوش مدبر ہے ،جس اسے نہایت ظرافت سے نقشہ کے مطابق بنایا ہے ۔

اگر ہم اپنے بدن کی سانت پر نظر ڈالیں اور اعضائے بدن کے اندر جو دقیق و عمیق ریزہ کاری اور باریک بینی کا مظاہرہ کیا گیا ہے غور و فکر ریں تو تعجب کی انتہا باقی نہ رہے گی کہ اس بدن کے اجزا اور دنیاوی چیزوں کے در یان کیسا گہرا تعلق اور رابطہ پایا جاتا ہے جس سے ہمارے لئے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ انسان اور دوسری تمام چیزیں، خود بخود وجود میں نہیں آئی ہیں ۔

بلکہ پیدا ر وا بہت ہی تدبیر اور ذرہ بینی اور تمام ضروریات کو مد نظر رکھنے کے بعد خلق فرمایا ہے ، کیا خدا کے علاوہ کوئی ہو سکتا ہے جو انسان اور دنیا کے در یان اتنا گہرا رابطہ پیدا ر سکے ؟ کیا طبیعت جس میں کوئی شعور نہیں ہے انسان کے ہاتوں کو اس طرح موزوں اور ناسب خلق ر سکتی ہے ؟ کیا طبیعت کے بس میں ہے جو انسان کے منھ میں ایسے غدود رکھے جس سے انسان کا منھ ہمیشہ تروتازہ بنا رہے؟ کیا چوٹی زبان (کوا) جو سانس اور ناک کے مقام کو ہر لقمہ اور ہر قطرہ پانی سے محفوظ رکھتی ہے خود بخود بن جائے گی ؟ کیا یہ معدہ کے غدود جو غذا کے لئے ہاضم بنتے ہیں خود بخود خلق ہوئے ہیں ؟وہ کون چیز ہے جو بڑے غدود(لوزالمعدہ) کو حکم دیتی ہے کہ وہ سیّال اور

ٔلیظ پانی کا غذا پر چھڑ کاؤ رے ؟ کیا انسان کے اعضاء پنے ائدہ کا خود خیال رکھتے ہیں ؟وہ کیا چیز ہے جو دل کو مجبور رتی ہے کہ وہ رات ودن اپنے و ائف کو انجام دے اور پروٹین (Protein)حیاتی ذرات کو بدن کے تمام حصوں میں پہنچائے ؟ ہ ال، خداوند سر ام کی ذات ہے جو انسان کے عضلاتی مجموعے کو یح طریقہ اور اصول پر نظم رکھے ہوئے ہے ۔

والات:

1۔خدا کو پہچاننے کا طریقہ بیان ریں ؟

2۔ اگر ہم ں نئے گھر کو دیکھیں تو ہمیں کس بات کا یقین ہوتا ہے ؟

3۔اگر ہم ای ں عمارت دیکھیں جو نہایت نظم اور با ترتیب بنی ہوئی ہو تو ہماری عقل کیا فی ر پر مجبور ہو تی ہے؟

درس نمبر 2

(خدا فات)

خدا کے صفات : الہ کے صفات کو کلی طور پر دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے

(1) صفات ثبوتیہ یا جمالیہ

(2) صفات سلبیہ یا جلالیہ ۔

فات ثبوتیہ:

ہر وہ صفت جو اصل وجود کے کمال اور اس کی اہمیت میں اضافہ اور اس کی ذات کے کامل ہو کو بیان ر کے لسئے لائی جائے اس شرط کے ساتھ کہ موصوف اور ذات میں کوئی تغیر و تبدیلی لازم نہ آئے ، ان صفات کو جمالیہ یا صفات ثبوتیہ کہتے ہیں جیسے م و قدرت حیات و حکم وغیرہ

ان صفات کی اہمیت کو سمجھنے کے لئے آسان ں ثال دیتے ہیں ،اگر ہم دو آد یوں میں م و جہل کے عنوان سے تقابل ریں تو اس مطب کو بخوبی درک ر سکتے ہیں کہ جاہل کے مقابلے میں ام پر اہمیت اور ائدہ بخش ہے ، لہذا یہ ام ،جاہل کے مقابلے میں برتری و فضیت کا پہلو رکھتا ہے لہذا ہم فیہ ر ریں ے کہ کمالات کے صفات میں ای م بھس ہے ، اور ایسے ہس دوسری صفتوں کو مقایسہ ر پرصفات جمالیہ کی حقیقت و برتری کھل ر روشن ہوجائیگی اور یہ تمام صفا ت خدا کے لئے ثابت ہیں، اس مطب کو مزید واضح ر کے لئے ای سادہ ں دلیل پر اکتفا رتے ہیں ۔

خداوند ام تمام کمالات ،خیر و خوبی اور اچھائیوں کو لوگوں کے لئے پیدا کیا ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ یہ کمالات خوداس کے پاس موجود نہ ہو اگر اس کے پاس نہ ہوتو دوسروں کو کیسے دے سکتا ہے (فاقد الشیء لا یُعطی الشی ء) لہذا ماننا پڑے گا کہ خدا کے پاس تمام کمالات و خوبیاں موجود ہیں ، اور ان لوگوں کے لئے ان صفات کو قرار دیا ہے، . چراغ روشن نہ ہو ، دوسروں کو روشن نہیں ر سکتا . پانی خود تر نہ ہو دوسری چیزوں کو تر نہیں ر سکتا ہے ۔

صفات ثبوتیہ : خداوند ام میں پائی جا والی صفتیں یہ ہیں :

1۔ قدرت : خدا قادر ہے یعنی جس کام کو انجام دینا چاہے انجام دیتا ہے ں کام کے ر پر مجبور اور اجز نہیں ہے ا

2۔ م : خدا ام ہے یعنی تمام چیزوں کو جاننے والا اور کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں ہے یہاں کہ بندوں کے افکار و خیالات سے بھی واقف ہے ۔

3۔ حیات : خدا زندہ وحی ہے اور اپنی حیات میں ں چیز کا محتاج نہیں ہے ۔

4۔ ارادہ : خدا مرید ہے یعنی اپنے کاموں کو خود اپنے قصد و ارادہ سے انجام دیتا ہے 5۔ بصیر ہے: خداوند ام دیکھنے والا ہے تمام پیدا ہو والی چیزوں کو دیکھنے والا ہے کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں ہے ۔

6۔ سمیع ہے : خدا سننے والا ہے تمام سننے والی چیزوں کو سنتا ہے ں چیز سے غافل نہیں ہے۔

7۔ قدیم و ابدی ہے : قدیم یعنی ہمیشہ سے ہے اس کی کوئی ابتدا نہیں ہے ابدی یعنی ہمیشہ رہے گا اس کی کوئی انتہا نہیں ہے ۔

8۔ متکلم ہے : حقیقت کو دوسروں کے لئے اظہار اور اپنے مقصد کو دوسروں تک پہنچاتا ہے۔

ان صفات کو صفات ثبوتیہ یا جمالیہ کہتے ہیں جو خداوند عالم میں موجود اور اس کی عین ذات ہیں ۔

یاد دہانی:

چونکہ ہم ناقص ہیںاس لئے ہم اپنے کام کو بغیر کسی آلات، کے انجام نہیں دے سکتے قدرت و طاقت کے باوجود بھی اپنے اعضا و جوارح کے محتاج ہیں سننے کی طاقت کے باوجود کان کے ضرورت مند ہیں دیکھنے کی طاقت کے ہوتے ہوئے آنکھ کے محتاج ہیں، چلنے کی طاقت کے ہوتے ہوئے بھی پاؤں کے نیاز مند ہیں ۔ خداوند عالم کی ذات جو کمال مطلق کی حامل ہے وہ کسی کام میں دوسروں کی محتاج نہیں ہے ، خداوند عالم قادر مطلق ہے ،بغیر آنکھ کے دیکھتا ہے ، بغیر کان کے سنتا ہے ، بغیر اعضا وجوارح (جسم و جسمانیت سے خالی) کے تمام کام کو انجام دیتا ہے ۔

صفات ثبوتیہ کی دو قسمیں ہیں : (1) صفات ذاتیہ (2) صفات فعلیہ

صفات ذاتیہ : ان صفات کو کہا جاتا ہے جو ہمیشہ خدا کی ذات کے لئے ثابت ہیں اور اس کی ذات کے علاوہ کسی چیز پر موقوف نہیں ہے ، ان کو صفات ذاتیہ کہتے ہیں جیسے علم و قدرت وغیرہ ۔

خدا کی ذات عالم تھی دنیا کو خلق کرنے سے پہلے ،قادر ہے چاہے کسی چیز کو نہ پیدا کرے ، ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ رہے گا موجودات رہیں یا نہ رہیں ، اس کا علم و قدرت و حیات وغیرہ سب عینِ ذات ہیں ، کبھی بھی اس کی ذات ان صفات کمالیہ سے خالی نہیں

ہو سکتی ہے ،اس لئے کہ وہ عین ذات ہے، ورنہ خدا کی ذات کا محدود و ناقص اور محتاج ہونا لازم آئے گا جو خدا کی ذات سے بعید ہے ۔

صفات فعلیہ :ان صفات کو کہتے ہیںجو خداوند عالم کے بعض کاموں سے اخذ کی جاتی ہیں جیسے رازق و خالق اور جواد وغیرہ ، . اس موجودات کو خلق کیا تو خالق پکارا گیا ، . مخلوقات کو رزق عطا کیا تو رازق کہا گیا ، . بخشش و کرم کا عمل انجام دیا تو جواد ہوا ، . بندوں کے گناہوں اور عیبوں کو پوشیدہ اور معاف کیا تو غفور کہلایا،اس طرح کے صفات خدا اور بندوں کے در میان ایک خاص قسم کے رابطہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں ۔

والات:

1۔صفات ثبوتیہ کن صفات کو کہتے ہیں ؟

2۔صفات ثبوتیہ کی کتنی قسمیں ہیں ہرایک کی وضا ت کیجئے ؟

3۔ آ والی صفات میں سے صفات ثبوتیہ فعلیہ جدا کیجئے ، ام ،خالق ،ستّار ،غفّار ، رحیم ،حی ،قادر

درس نمبر 3

(فات   بیہ)

ہر وہ صفات جو یہ بیان رے کہ اس کی ذات نقص و عیب سے پاک و برا ہے ا سے صـفات سـلبیہ کہـتے ہـیں ،خداوند ام کی ذات کامل اور اس میں کوئی عیب و نقص نہیں پایا جاتا ہے ، لہذا ہر وہ صفت جو خدا کے نقص یا عیـب پـر دلالـت رے اسے خدا سے دور رکھنا ضروری ہے

صفات سلبیہ یا جلالیہ یہ ہیں :

(1)خدا مرکب نہیں ہے :ہر وہ چیز جود و جز یا اس سے زائد اجزا سے مل ر بنے اسے مرکب کہتے ہیں، اور خـدا مرکـب نہیں ہے اور نہ اس میں اجزا کا تصور پایا جاتا ہے ، کیونکہ ہر مرکب اپنے اجزا کا محتاج ہے اور بغیر اس اجزا کے اس کا وجـود مـیں آنـا محال ہے ، اگر الہ کی ذات بھی مرکب ہو تو، مجبوراً اس کی ذات ان اجزا کی ضرورتمند ہوگی، اور ہر وہ ذات جو محتاج، نـاقص اور بہـت سے اجزا کا مجموعہ ہو، وہ وا الوجودا ورخدا نہیں ہو سکتی

(2) خدا جسم نہیں رکھتا : اجزا سے مرکب چیز کو جسم کہتے ہیں ، اور اوپر بیان ہوا کہ خدا مرکب نہیں ہے ، لہـذا وہ جسـم بھی نہیں رکھتا ہے ۔اوردوسرے یہ کہ ہر جسم کے لئے ای جہ و مکان کا ہونا ضروری ہے ، اور بغیر مکان کے جسم نہیں رہ سـکتا، . کہ خداوند ام خود مکان کو پیدا ر والا ہے اس کا ضرورتمند و محتاج نہیں ہے اگر خدا جسم رکھے اور مکان کا محتـاج ہـو تـو وہ خدا وا الوجود نہیں ہو سکتا ہے ۔

(3) خدا مرئی نہیں : خدا دکھائی نہیں دے سکتا ہے ، یعنی اس کو آنکھ کے ذریعہ کوئی دیکھنا چاہے تو ممکن نہیں، اس لئے کہ دکھائی وہ چیز دیتی ہے جو جسم رکھے اور خدا جسم نہیں رکھتا ہے لہذا اس کو نہیں دیکھا جا سکتا ۔

(4) خدا جاہل نہیں ہے : جیسا کہ صفات ثبوتیہ میں بیان ہوا ، خدا ہر چیز کا ام ہے ، اور اس کے ـم کے لئے ـسی طرح کی قید و شرط و حد بندی نہیں ہے ، اور جہالت و نادانی عیب و نقص ہے اور خداوند ام ہر عیب و نقص سے پاک ہے۔

(5) خدا اجز و مجبور نہیں : پہلے بھی صفات ثبوتیہ میں گذر چکا ہے کہ خدا ہر کام کے ر پر ادر اور ـس بھـی ممکـن کام پر مجبور و اجز نہیں ہے اور اس کی قدرت کے لئے ں طرح کی کوئی مجبوری نہیں ہے اسلئے کہ اجزی و مجبوری نقص ہے اور خدا کی ذات تمام نقائص سے براو منزہ ہے۔

(6) خدا محل حوادث نہیں : خداوند ام کی ذات میں ں طرح کی تبدیلی و تغییر ممکن نہیں ہے جیسے کمزوری ، پیری ،جوانی اس میں نہیں پائی جاتی ہے ، اس کو بُوک ،پیاس، غفلت اور نیند نیز تھکاوٹ وغیرہ کا احساس نہیں ہوتا ، اسلئے یہ تمام چیزیں جسم و مادہ کے لئے ضروری ہیں اور پہلے گذر چکا ہے کہ خدا جسم و جسمانیات سے پاک ہے لہذا خدا کی ذات محل حوادث یعنی تغیر و تبدیلی کسی حامل نہیں ہے ۔

(7) خدا کا شری نہیں : اس مطب کی دلیلیں توحید کی بحث میں ذ ر کی جائیں گی ۔

(8) خدا مکان نہیں رکھتا : خدا وند ام ں جگہ پر مستقر نہیں ہے نہ زمین میں اور نہ ہی آسمان میں کیونکہ وہ جسم نہیں رکھتا، اس لئے مکان کا محتاج نہیں ہے ۔

×سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر د ا کے وقت ہاتوں کو کیوں آسمان کی طرف اٹھاتے

ہیں ؟ آسمان کی طرف ہاتوں کے اٹھا کا یہ مطب نہیں ہے کہ خداوند ام کی ذات والا صفات آسمان پر ہے ، بلکہ ہاتوں کو آسمان کی طرف بلند ر سے مراد درگاہ خدا میں فروتنی و انسکاری و اجزی و پریشانی کے ساتھ سوال رنا ہے ۔

× بر اور خانہ عبہ کو خدا کا گھر کیوں کہتے ہیں ؟ اس لئے کہ وہاں پر خدا کی عبادت ہوتی ہے ، اور خدا اس مقام کو اور زمینوں سے بلند و برتر و مقدس بنایا ہے جیسے خداوند ام مومن کے دل (قلب) کو اپنا گھر کہا ہے ورنہ خدا ہر جہ و ہر طرف موجود ہے ،(فَاَینَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجهُ اللّٰہِ)[1]پس تم جس جہ بھی اپنا رخ ر لو تو سمجھ وکہ وہیں خدا موجود ہے۔

(9) خدا محتاج نہیں : خداوند ام ں ثی کا محتاج نہیں ہے ، اس لئے کہ اس کی ذات ہر ارعتبار سے کامل و تمام ہے اس میں نقص اور کمی موجود نہیں ہے جو ں چیز کا محتاج ہو اور اگر محتاج ہے تو پھر وا الوجود خدا نہیں ہو سکتا ہے ۔

×کیا خدا ہماری عبادتوںکا محتاج ہے جو ہم سے چاہتا ہے کہ اسکی عبادت ریں ؟

جسٔسا کہ عرض کیا ہے کہ خدا کی ذات ناقص نہیں ہے جو وہ ان عبادتوں کے ذریعہ اپنی کمی کو پورا رنا چاہتا ہے ، بلکہ خدا کا مطمحِ نظر یہ ہے کہ انسان عبادت رے اور اپنے نفس کو نورانی اور کامل رکے اس کی ہمیشہ آباد رہنے والی جنت کے لائ ہو جائے ۔

(10) خدا ام نہیں : اس کی دلیل عدل کی بحث میں ذ ر کی جائیگی ۔

---

(1)سورہ بقرہ آیت 115۔

والات:

1۔صفات سلبیہ کی تعریف کیجئے ؟

2۔کوئی بھی پانچ صفات سلبیہ بیان کیجئے ؟

3۔اگر خدا مکان نہیں رکھتا تو پھر د ا کے وقت ہا ٓوں کو آسمان کی طرف کیوںاٹھاتے ہیں ؟

4۔کیا خدا ہماری عبادتوںکا محتاج ہے جو ہم سے چاہتا ہے کہ اسکی عبادت ریں ؟

درس نمبر4

(توحید)

اللہ تبارک و تعالی ای ہے اور اس کا کوئی شری نہیں ہے اس دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں کو پیدا کیا ہے ، اس کے علاوہ کوئی خال اور پیدا ر والا نہیں اور نہ ہی اس ں کی مدد سے خل کیا ہے اس لیے کہ اگر دو خدا (یا اس سے زیادہ) ہوتے تو چند حالتیں ممکن ہیں ۔

پہلی حالت یہ کہ دونوں (دنیا) موجودات کو مستقل لیدہ لیدہ خل کیا ہے ، دوسری حالت یہ کہ ای دوسرے کی مدد سے دنیا کو خل کیا ہے ، تیسری حالت یہ کہ دونوں دنیا کو دو حصوں میں خل کیا ہے لیکن ای دوسرے کی خدائی میں دخالت رتے ہیں ۔

پہلی حالت : دونوں دنیا کو مستقل لیدہ لیدہ خل کیا ہے (یعنی ہر چیز دو دفعہ خل ہوئی ہے) اس کا با ل ہونا واضح ہے ۔ چونکہ ہر ای شخ میں ای وجود سے زیادہ وجود نہیں پایا جاتا ہے اس لئے ای سے زیادہ خدا کا تصور نہیں ہے ۔

دوسری حالت : ان دونوں خدا ای دوسرے کی مدد (شرکت) سے موجودات کو خل کیا ہے ، یعنی ہر موجود دو خدا کی مخلوق ہو اور دونوں آدھے آدھے برابر کے شری ہوں یہ احتمال بھی با ل ہے ۔

کیونکہ یا توتنہا موجودات کو خل ر سے اجز و مجبور تھے تو یہ بحث پہلے گذرچکی ہے کہ خدا اجز و محتاج نہیں ہوتا ۔یا یہ کہ دونوں خل پر قادر ہیں لیکن پھر بھی دونوں

شریک ہو کر موجودات کو وجود میں لاتے ہیں یہ بھی باطل ہے کیونکہ دو ناعلمں کام پر قادر ہوتے ہوئے پھر بھی تنہا ں کام کو انجام نہ دیں اس میں چند صورتیں ممکن ہیں :

الف: یا دونوں بخل کر رہے ہیں کہ آدھا آدھا کام کررہے ہیں یعنی چاہتے ہیں کہ زیادہ خرچ نہ ہو ۔ تو بخل و کنجوسی خدا کی ذات کے لئے مناسب نہیں ہے۔

ب: یا دونوں آپس میں ڈرتے ہیں اور اس ڈر کی بنا پر کم خرچ کر رہے ہیں۔ تو یہ ، شانِ خدا کے بر خلاف ہے کیونکہ جو خدا ہوتا ہے وہ متأثر و عاجز نہیں ہو سکتا ہے ۔

ج: یا دونوں مجبوراً آپس میں شریک ہیں ۔

اسکا جواب ہم پہلے دے چکے ہیں کہ جو مجبور ہو وہ خدا نہیں ہو سکتا

دوسری دلیل :

اگر خدا ں موجود کو پیدا کرے اور دوسرا اس موجود کو تباہ کرنے کا ارادہ کرے تو کیا پہلا خدا اپنی خلق کی ہوئی چیز کا دفاع کر سکتا ہے ؟ اور دوسرے کے شر سے اس کو محفوظ رکھ سکتا ہے ؟ اگر پہلا اپنی موجودہ چیز کی حفاظت نہیں کر سکتا تو عاجز ہے اور عاجز خدا نہیں ہو سکتا، اور اگر یہ دفاع کر سکتا ہے تو دوسرا خدا نہیں ہو سکتا اس لئے کہ عاجز ہے اور عاجز خدا نہیں ہو سکتا ہے ۔

نتیجہ :

ہم خدا کو ایک اور لا شریک موجودات کو خلق کرنے والا جانتے ہیں اور اس کے علاوہ جو بھی ہو اس کو ناتوان ، مجبور و عاجز اور مخلوق شمار کرتے ہیں ، ہم فقط اللہ تبارک و تعالیٰ کو لائق عبادت جانتے ہیں ں دوسرے کے لئے سجدہ نہیں کرتے اور نہ ہی ں اور کے لئے جھکتے ہیں ہم آزاد ہیں اپنی آزادی کو ں کے حوالے نہیں کرتے اور ں کی بے حد و

انتہا تعریف نہیں رتے اور چاپلو ں کو عیب جانتے ہیں ۔

ہم انبیاء اور ائمہ کا احترام اور ان کے بیان کئے گئے احکام کی پیروی اس لئے رتے ہیں کہ خدا ان کو وا. الاحترام اور وا. الا اعت قرار دیا ہے ، یعنی ان کے احترام و اتباع کو وا. قرار دیا ہے ، ان کے احکام و قوانین ہمیشہ خدا کے احکام کی روشنی میں رہے ہیں اور ان لوگوں کبھی بھی زیادتی اور اپنے حدود سے تجاوز نہیں کیا ہے ، ہم انبیاء و ائمہ کے مرقد پر جاتے ہیں اور ان کے مزار و روضہ کا احترام رتے ہیں ،لیکن یہ پرستش اور ان کی بندگی کے عنوان سے نہیں بکہ خدا کی بارگاہ میں بلند مقام اور پاکیزگی و بزرگی کا خیال رکھکران کی تکریم رتے ہیں اور ان کے روضہ کی تعمیر اور ان کی فداکاری و جانثاری و قربانیوں کی قدر دانی رتے ہیں ،اور دنیا کو بتانا چاہتے ہیں کہ جو شخص بھی اللہ کے راستے میں زحمت و مشقت کو برداشت رے اور اس کے احکام و پیغام و ارشاد کو لوگوں تک پہنچائے، تو نہ اس دنیا میں بھلایا جائے گا اور نہ آخرت میں ، ہم ان مقدس اللہ کے بندوں،پاک سیرت نمائندوں اور اس کے خاص چاہنے والوں کے حرم میں خداوند ذواجلال کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کی بخشش اور اپنی حاجت کی قبولیت اور رازونیاز رتے ہیں ، اور اپنی دعا و مناجات میں ان مقدس بزرگوں کی ارواح طیبہ کو خدا کے حضور میں واسطہ و وسیلہ قرار دیتے ہیں ۔

والات:

1۔ توحید کے کیا معنی ◌ ہیں ؟

2۔خدا کی توحید پر کوئی ای دلیل پیش ریں ؟

3۔ہم انبیاء اور ائمہ کا احترام اور ان کے بیان کئے گئے احکام کی پیروی کیونکرتے ہیں ؟

درس نمبر 5

(عدل)

خداوند ام ادل ہے یعنی ں پر ظم نہیں رتا اور اس سے کوئی برا کام صادر نہیں ہوتا ہے بکہ اس کے تمام کاموںمیں حکمت اور مصلحت پائی جاتی ہے اچھے کام ر والوں کو بہترین جزا دے گا ں چیز میں جھوٹ اور وعدہ خلافی نہیں رتا ہے ، ں کو بے گناہ اور بے قصور جہنم میں نہیں ڈاے گا ، اس مطب پر دو دلیلیں پیش خدمت ہیں پہلی دلیل :

جو شخص ظم رتا ہے یا برے کام کو انجام دیتا ہے اس کی صرف تین صورتیںہوسکتی ہیں

(1) یا وہ اس کام کی اچھائی اور برائی سے واقف نہیں ہے اس وجہ سے ظم و زیادتی انجام دیتا ہے۔

(2) یاوہ اس کام کی اچھائی اور برائی سے واقف و آگاہ ہے لیکن جو چیزیں دوسروں کے ہاتھوں میں دیکھتا ہے چونکہ اس کے پاس وہ نہیں ہوتی اس لئے اان کولینے کے لئے ان پر ظم رتا ہے تا کہ ان کے اموال کو ے ر ئاندہ اٹھائے اوراپنے عیب و نقص (کمی) کو پورا رے اس طرح وہ ان کے حقوق کو ضائع و برباد رتا ہے اور چونکہ خود قوی ہے اس لئے کمزوروں اور مجبوروں پر ظم رتا ہے

۔

(3) یا ظم و زیادتی سے آگاہی رکھتا ہے اس کو ان چیزوں کی ضرورت بھی نہیں ہے ، بکہ انتقام اور بدلہ یا لہو و لعب کے لئے ایسا کام انجام دیتا ہے۔

عموماً ہر ظلم و ستم کرنے والے انھیں اسباب کی وجہ سے ان کاموں کے مرتکب ہوتے ہیں ، لیکن خداوند عالم کی ذات ان تمام امور سے منزہ اور پاکیزہ ہے ، وہ ظلم و ستم نہیں کرتا اس لئے کہ جہالت و نادانی اس کے لئے قابل تصور نہیں ہے، اور وہ تمام چیزوں کی اچھائی اور برائی کی مصلحتوں سے خوب واقف ہے وہ ہر چیز سے مطلقا بے نیاز ہے ، اس کو کسی کام اور کسی چیز کی ضرورت و حاجت نہیں ہے ، اس سے لغو و بیہودہ کام بھی صادر نہیںہوتے اس لئے کہ وہ حکیم ہے ،اس کے پاس صرف عدالت ہی عدالت موجود ہے ظلم و ستم کا شائبہ بھی نہیں پایا جاتا ہے ۔

دوسری دلیل :

ہماری عقل، ظلم و ستم کو ناپسند اور برا کہتی ہے اور تمام صاحبان عقل کا بھی اس پر اتفاق ہے کہ خداوند عالم اپنے بھیجے ہوئے انبیاء کو بھی لوگوں پر ظلم و ستم نیز برے کاموں کے انجام دینے سے منع فرمایا ہے ، اس بنا پر کیسے ہو سکتا ہے کہ جس چیز کو تمام صاحبان عقل برا سمجھیں اور ناپسند کریں اور خدا اپنے بھیجے ہوئے خاص بندوں کو ان کاموں سے منع کرے وہ خود ان غلط کاموں کو انجام دے ؟!

البتہ سماج اور معاشرے میں دیکھنے کو ملتا ہے کہ تمام لوگ ہر جہت سے برابر نہیں ہیں، بلکہ بعض ان میں فقیر اور بعض غنی ، بد صورت و خوبصورت ، خوش فہم و نا فہم ، صحت مند و بیمار وغیرہ ان کے درمیان فرق پایا جاتا ہے ۔

بعض اشخاص پریشانیوں میں مبتلا رہتے ہیں یہ تمام کی تمام چیزیں بعض اسباب اور علتوں کی بنا پر انسان کے اوپر عارض ہوتی ہیں ، کبھی یہ اسباب طبعی علتوں کی بنیاد پر اور کبھی خود انسان ان میں دخالت رکھتا ہے لیکن ان تمام چیزوں کے باوجود خدا کے فیض کا

دروازہ کھلا ہوا ہے اور ہر شخ اپنی استعداد و استطاعت کے مطاۂ اس سے فیض حاصل رتا ہے خداوند ام ں بھی شخ کے و اس کی قدرت و اقت سے زیادہ تکلیف و ذمہ داری نہیں دیتا ، انسان کی کوشش اور محنت کبھی ضائع نہیں ہوتی ، ہر فرد کی ترقی کے لئے تمام حالات و شرائط میں راستے کھلے ہوئے ہیں ۔

والات:

1۔عدل کی تعریف کیجئے ؟

2۔خدا کے ادل ہو پر کوئی دلیل پیش کیجئے ؟

3۔اگر خدا ادل ہے تو تمام لوگ ہر جہت سے برابر کیوں نہیں ہیں؟

درس نمبر6

(نبوت)

خداوند ام کے لئے ضروری ہے کہ لوگوں کی ہدایت کے لئے احکام کے ساتھ انبیاء لیہم السلام کو بعوث رے

اس مطب پر تین دلائل پیش رہے ہیں ۔

پہلی دلیل : اس لئے کہ انسان کی پیدائ کا ہدف یہ نہیں ہے کہ ای مدت تک اس دنیا میں رہے، اور الہ ر کی نعمتوں کو استعمال رے اور ہر طرح کی عیش و عشرت یا دنیاوی ہزاروں دھ درد اور پریشانیوں کے داغ کو اپنے سینہ پر برداشت کرکے رخت سفر باندھ ر فنا کے گھاٹ اتر جائے، اگر ایسا ہے تو انسان کی خلقت عبث و بے فائدہ ہوگی ![1]. کہ خدائے تبارک و تعالی کی ذات ایسے کاموں سے پاک اور مبرا ہے۔

انسان ، خداوند ام کی بہترین و افضل ترین مخلوق ہے اور اس کو پیدا ر کا مقصد یہ

ہے کہ انسان اپنے اعمال کے ذریعہ کمالات و فضائل کے اعلی مرتبہ پر پہونچ جائے تاکہ قیامت کے دن بہترین ثواب و جزا کا مستحق قرار پائے۔

لہذا پروردگار ام کی ذات انسان کو نظم و قانون کا محتاج پایا تو ان کے لئے انبیاء

کیساتھ دستور العمل بھی بھیجا تاکہ انسان کو تعلیم دیں اور انسان کو ضلالت و گمراہی کی

---

(1) سورہ مؤمنون (23) آیت 115(اَفَحَسِبتُم اَنَّمَا خَلَقنَاکُم عَبَثًا وَ اَنکُّم اِلَینَا لَا تُرجَعُونَ) کیا تم یہ گمان رتے ہو کہ ہم نے تم کو بے کار پیدا کیا ہے اور تم ہمارے حضور میں لوٹا ر نہیں لائے جاؤ گے ۔

تاریکی سے نکالیں ، یہ وہی احکام ہیں انسان کی زندگی اور آخرت دونوں کو سدھارتے ہیں، لوگوں کو زیادتی اور زور و زبردستی سے روکتے ہیں اور انسان کی آزادی کے حقوق کے محافظ ہیں نیز انسان کو کمال و صراط مستقیم اور الہ ت پہونچاتے ہیں ۔ کیا انسان کی ناقص عقل ایسا جامع دستور العمل اور نظم پروگرام لوگوں کے حوالے ر سکتی ہے ؟ ہر گز ممکن نہیں ، اس لئے کہ انسان کی عقل اور اس کی معلومات ناقص و محدود ہے،لوگوں کی عقل اچھے، برے جلوت و خلوت انفرادیت و اجتماعیت کے حالات کے بارے میں کافی اور کامل معلومات نہیں رکھتی ہے ۔

اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ انسان ابتدائے خلقت سے لیکر آج ت ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا اور بے حد دولتوں کا سیلاب بہاد یا کہ محکم و کامل اور جامع انسانیت کے لئے قانون بنائے لیکن ابھی ت نہ بنا سکا ، قانون تو بے شمار بنتے رہتے ہیں، لیکن کچھ ہی دنوں میں اس کی خا یاں اور غلطیاں کھل ر سامنے آجاتی ہیں لہذا یا تو لوگ اس کو پورے طور پر ختم ر دیتے ہیں یا اس میں تبدیلی اور نظر ثانی کے در پے ہو جاتے ہیں ۔

دوسری دلیل : خود انسان کی طبیعت میں خود خواہی اور خود غرضی کے یلان پائے جاتے ہیں لہذا وہ ہر طرح کے فوائد کو اپنے اور اپنے اقارب کے لئے سب سے زیادہ پسند ر لگتا ہے لہذا نتیجتاً یہ ادت و فطرت مساوات کا قانون بنا سے مانع ہوتی ہے ۔

اگر چہ بعض اوقات ا نسان یہ ارادہ رتا ہے کہ کوئی ایسا قانون بنائے جس میں ہوائے نفس اور خود خواہی نیز خود پسندی کا کوئی دخل نہ ہو، اپنے اور پرائے ای صف میں کھڑے ہوں اور ہر ای کو ای نگاہ سے دیکھا جا رہا ہو لیکن کہیں نہ کہیں طبیعت اور

خواہش نفسانی تو غلبہ کر ہی لیتی ہے لہذا عدل و انصاف پر مبنی قانون کا سد باب ہو جاتا ہے ۔

تیسری دلیل : قانون بنا نے والے حضرات انسان کے فضائل اور روحانی کمالات کا علم نہیں رکھتے اور اس کی معنوی زندگی سے بے خبر ہیں وہ انسان کی فلاح اور بہبود، مادیات کے زرق و برق اور دنیا کی رنگینیوں میں تلاش کرتے ہیں ۔ کیونکہ انسان کی روحانی اور دنیاوی زندگی کے درمیان ایک خاص اور محکم رابطہ پایا جاتا ہے فقط خداوند عالم کی ذات والا صفات ہے جو اس دنیا اور اس میں موجود تمام اشیاء کا پیدا کرنے والا ہے اور انسان کی اچھائی و برائی سے خوب واقف اور با خبر ہے،نیز تمام موجودات پر احاطہ کئے ہوئے ہے کوئی بھی چیز اس کے دست قدرت سے باہر نہیں، وہی ہے جو بلندی کی راہ اور ہلاکت کے اجتناب سے بخوبی واقف ہے لہذا اپنے قانون و احکام بلکہ انسانیت کی باگ ڈور ایسے حضرات کے حوالے کرتا ہے جو لوگوں کے لئے نمونہ عمل ہوں اوران کی زندگی آنے والوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہو ۔

اسی بنیاد پر ہم کہتے ہیں خداوند عالم حکیم ہے کبھی بھی انسان کو حیرانی اور جہالت و گمراہی کے سمندر میں نہیں چھوڑ سکتا بلکہ اس کی مصلحت و لطف کا تقاضا یہ ہے کہ انبیاء کو قواعد و قانون کے ساتھ لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث کرے ۔

انبیاء اللہ کے خاص بندے اور بساط بشر کے ممتاز فرد ہوتے ہیں جو خدا سے جس وقت چاہیں رابطہ پیدا کر سکتے ہیں اور جس چیز کی حقیقت معلوم کرنا چاہیں اسے معلوم کر کے لوگوں تک پہنچا سکتے ہیں اس طرح کے رابطے کو "وحی" کہتے ہیں وحی یعنی اللہ اور اس کے خاص بندے کے درمیان رابطے کو کہتے ہیں ، انبیاء اپنی باطنی بصیرت سے دنیا کی

حقیقت کا مشاہدہ رتے ہیں اور دل کے کانوں سے غیبی باتیں سنتے اور لوگوں ۔ پہنچاتے ہیں ۔

والات:

1۔نبوت سے کیا مراد ہے ؟

2۔انبیاء کے بعوث ر پر کوئی ای دلیل پیش ریں ؟

3۔وحی کی تعریف کیجئے ؟

درس نمبر 7

(نبی شرائط)

1۔عصمت:

نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے یعنی نبی کے پاس ایسی قدرت و طاقت موجود ہوتی ہے کہ جس کی وجہ سے گناہ کے ارتکاب اور ہر طرح کی خطا و غلطی اور نسیان سے محفوظ رہ سکیں تاکہ خداوند عالم کے احکام جو انسان کی ہدایت کے لئے بنائے گئے ہیں بغیر کسی کمی اور زیادتی کے لوگوں تک پہونچا سکیں ۔

اگرنبی خود گناہ کا مرتکب ہو جائے اور اپنے قول کے برخلاف عمل کرنے لگے تو اس کی بات اپنے اعتبار و اعتماد سے گر جائے گی یعنی وہ اپنے اس فعل سے اپنی ہی باتوں کا قلع قمع اور اپنے عمل کے ذریعہ لوگوں کو برائی اور خدا کی نافرمانی کی طرف راہنمائی کرنے لگے گا ، جبکہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عملی تبلیغ زبان کی تبلیغ سے زیادہ مؤثر ہے اگر نبی غلطی و نسیان سے محفوظ نہ رہ سکے تو لوگوں کے دلوں سے اسکی محبوبیت اور اس کا بھروسہ ختم ہوجائے گا اور اس کی باتوں کی معاشرے کے سامنے کوئی اہمیت و عزت نہ رہیگی ۔

2۔علم :

نبی کے لئے ضروری ہے کہ ہر وہ قوانین جو انسان کی سعادت اور نیک بختی کے لئے لازم و ضروری ہیں اس سے خوب واقف ہو ، اور ہر وہ مطالب و موضوع جو راہنمائی و تبلیغ کے لئے کارساز ہیں اس کا کماحقہ علم رکھتا ہو تاکہ انسان کی فلاح اور بلندی کے

حصول کے لئے خاص پروگرام لوگوں کے اختیار میں دے سکے اور راہ مستقیم (سیدھا راستہ) جو فقط ای راستہ ہے اور اس کے سوا کوئی راستہ نہیں، اس راہ کے عظیم اجزا کو باہم اور دقیق ملا ر لوگوں کے سامنے پیش رے ۔

3۔ معجزہ:

یعنی نبی کا اپنے دعوی نبوت کے اثبات میں ایسے کام کا انجام دینا جس سے تمام لوگ اجز ہوں چونکہ نبی ادت کے خلاف ن چیز کا دعوی رتا ہے اور نظروں سے اوجھل دنیا اور اللہ کی ذات سے رابطہ رکھتا ہے اور معارف و لوم کو ان سے حاصل رتا ہے اور تمام احکام کو ان کی طرف نسبت دیتا ہے تو ضروری ہے کہ نبی ایسے کام کو اپنے مدعی کے لئے انجام دے جس سے اس زما کے تمام افراد اجز ہوں اور دعوی چونکہ غیبی ہے لہذا معجزہ بھی ادت کے بر خلاف ہونا چاہیے تاکہ اس امر غیبی کو ثابت ر سکے ایسے کام کو معجزہ کہتے ہیں۔

خلاصہ چونکہ نبی خدا سے رابطے کا دعوی رتا ہے تو ضروری ہے کہ خدا کے ہم ثل کام کو انجام دے تاکہ لوگ اس کی بات پر یقین ریں مخفی نہ رہے کہ انبیاء کے تمام پروگرام اسباب و لل کے دائرے ہی میں انجام پاتے ہیں، مگر بعض مقامات پر جہاں وہ اس کی ضرورت سمجھتے ہیں ، معجزہ سے کام لیتے ہیں ۔

نبی کو پہچاننے کا طریقہ :

پہلا راستہ :

ای نبی دوسرے (آنے والے) نبی کی خبر دے یا اس کی تصدیق رے یا اس کے علائم اور قرائن کو بیان رے ۔

دو را راستہ :

وہ اپنے دعوے کی صداقت اور گوئی کے لئے معجزہ پیش رے ۔

قرآن مجید انبیاء کے لئے مختلف معجزات کو بیان کیا ہے جو شخص قرآن کے آسمانی اور خدا کی کتاب ہو کا اعتقاد رکھتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ انبیاء کے معجزات پر بھی یقین رکھے جیسے حضرت مو ی لیہ السلام کے عصا کا اژدہا ہونا اور حضرت عیسیٰ لیہ السلام کا مردے کو زندہ رنا وغیرہ ں کے لئے قابل انکار نہیں ہے، انبیاء کی تعداد :

حدیثوں سے استفادہ ہوتا ہے کہ انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے جو لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے ہیں جس میں سب سے پہلے حضرت آدم اور آخر میں حضرت محمد مصطفی ابن عبد اللہ لی اللہ لیہ وآلہ وسلم ہیں [1]

انبیاء کے اقسام :بعض انبیاء اپنے فرائض کو وحی کے ذریعہ حاصل رتے ہیں لیکن تبلیغ پر مامور نہیں ہوتے ۔بعض تبلیغ پر بھی مامور تھے ۔بعض صا دین اور شریعت تھے ۔ بعض انبیاء مخصوص شریعت ے ر نہیں آئے تھے ، بلکہ دوسرے نبی کی شریعت کی تبلیغ و ترویج رتے تھے اور ایسا بھی ہوا ہے کہ متعدد انبیاء مختلف شہروں میں تبلیغ و ہدایت کے لئے مامور کئے گئے ہیں ۔

اولو العزم انبیاء : حضرت نوحعلیہ السلام ، حضرت ابراہیمعلیہ السلام ، حضرت مو ی لیہ السلام ، حضرت عیسیٰ لیہ السلام اور محمد مصطفی لی اللہ لیہ وآلہ وسلم ہیں ، یہ صا

----

(1) بحار الانوار، ج11، ص 30 ۔

شریعت تھے اور تمام انبیاء میں سب سے افضل ہیں، ان کو اولو العزم پیغمبر بھی کہا جاتا ہے۔

بعض انبیاء صا کتاب تھے : حضرت نوح ، حضرت ابراہیم ،حضرت
مو ن لیہ السلام ، حضرت عیٰ ن لیہ السلام حضرت محٰ ر (ص) ، اور باقی انبیاء صا کتاب نہیں تھے بعض انبیاء تمام لوگوں کیلئے
.جو ث کئے گئے تھے اور بعض مخصوص جمعیت و گروہ کیلئے .جوث کئے گئے تھے ۔ (1)

والات:

1۔نبی کے شرائط بیان کیجئے ؟

2۔نبی کو پہچاننے کا طریقہ بیان کیجئے ؟

3۔انبیاء کی تعداد بیان کیجئے ؟

---

(1) بحار الانوار، ج1 ص61 ۔

درس نمبر8

(آخری نبی)

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفی (ص) اللہ کے آخری نبی ہیں آپ کی امت مسلمان کہلاتی ہے۔ آپ کے آخری نبی ہونے کا اعتقاد رکھنا، دین کی ضروریات میں سے ہے اور اس سے انکار کرنے والا مسلمان نہیں ہے ۔قرآن مجید نے آپ کو خاتم النبیین سے تعبیر کیا ہے[1]

آنحضرت(ص) اس وقت مبعوث برسالت ہوئے جب گذشتہ انبیاء کی کوششیں اور ان کی قربانیاں اور طولانی زحمات اپنا ثمرہ دکھا رہی تھیں، لوگوں کی دینی سوجھ بوجھ اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ چاہتے تو بہترین اور کامل ترین قوانین کو اخذ کرتے اور بلند ترین معارف کو سمجھتے نیز گذشتہ انبیاء کے علمی آثار کو ہمیشہ باقی رکھ سکتے تھے، اس وقت حضرت محمد مصطفی (ص) اللہ کی طرف سے مبعوث ہوئے، اور لوگوں کے اختیار میں ایک جامع اور مکمل دستور العمل قرار دیا ۔جو قرآن کی صورت میں آج ہمارے پاس موجود ہے ۔

قرآن مجید پہلی آسمانی کتاب ہے جس میں کسی طرح کی کوئی تحریف نہیں ہوئی ہے ۔ وہ بغیر کسی کمی اور زیادتی کے لوگوں کے سامنے موجود ہے ۔

حالاتِ زندگی:آپ (ص) کے والد عبد اللہ اور ماں کا نام آمنہ تھا سترہ ربیع الاول سن ایک

ام الفیل کو مکہ معظمہ میں آپ کی ولادت با سعادت ہوئی ، آنحضرت (ص) بچپنے سے ہی با

----

(1) احزاب (33) آیت 40 ۔

ادب سچے اور امانتدار تھے ان وجہ سے لوگ آپ کو محمد امین (ص) کہتے تھے ، اخلاقی لحاظ سے نیز ، اپنے زمانہ کے لیئے نمونہ عمل تھے کبھی آپ (ص) سے جھوٹ اور خیانت دیکھی نہیں گئی ان پر ظلم و ستم نہیں کرتے اور برے کاموں سے دوری،لوگوں کا احترام، خوش اخلاق و تواضع و بردبار تھے مجبور و بے سہاروں کے ساتھ احسان و مہربانی سے پیش آتے آپ جو کہتے اس پر عمل کرتے تھے ان پسندیدہ اخلاق کا نتیجہ تھا کہ لوگ ہر طرف سے اسلام کے گرویدہ ہو گئے قرآن مجید آپکے اخلاق کی ان الفاظ میں ستائش کی ہے ۔ (انک لعلیٰ خلق عظیم)"آپ اخلاق کے اعلیٰ درجے پر فائز ہیں "

ستائیس رجب المرجب کو چالیس سال کی عمر میں مبعوث برسالت ہوئے ، تیرہ سال مکہ میں رہ کر لوگوں کو پوشیدہ اور ظاہری طور پر اسلام کی دعوت دیتے رہے ان مدت میں ایک گروہ مسلمان ہوا اور آپ پر ایمان لے آیا۔ لیکن کفار اور بت پرست افراد ہر طرف سے اسلام کی تبلیغ کے لئے موانع اور رکاوٹیں کھڑی کر رہے تھے اور آنحضرت کو اذیت اورمسلمانوں پر سختی و عذاب سے کوئی لمحہ فرو گذاشت نہیں کرتے تھے ، یہاں تک کہ آنحضرت (ص) کی جان ایک دن خطرے میں آ گئی لہذا مجبور ہو کر مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور آہستہ آہستہ مسلمان بھی آپ سے آملے اور مدینہ شہر سب سے پہلے اسلامی حکومت کا پائے تخت اور فوجی اڈا بن گیا ۔ آنحضرت (ص) اس مقدس شہر میں دس سال تک احکام کی تبلیغ لوگوں کی راہنمائی اور اجتماعی امور کے سنبھالنے میں مشغول رہے اور آخر کارہمارے نبی (ص) ترسٹھ سال اس دار فانی میں رہ کر اٹھائیس صفر ہجرت کے گیارہویں سال دار بقا کی طرف رحلت فرماگئے اور ان شہر مقدس (یثرب) مدینہ میں مدفون ہوئے ۔ آپ (ص) اپنے بعد اللہ کے حکم سے مسلمانوں کی ہدایت کے لیے دو

گرانبہا چیزوں کو چھوڑا ،ارشاد فرمایا : "انّی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اھل بیتی ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی ولن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض" میں تمھارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک اللہ کی کتاب دوسری میری عترت جو میرے اھل بیت ہیں . جب تک ان سے وابستہ رہو گے گمراہ نہیں ہونے اوور یہ دونوں(قرآن اور میری عترت)ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں "

سوالات:

1۔کیا آپ (ص)کے آخری نبی ہونے کا اعتقاد رکھناضروری ہے ؟

2۔آخری نبی کے مختصر حالات زندگی بیان کیجئے ؟

3۔قرآن نے آپکے اخلاق کے بارے میں میں کیا ارشاد فرمایا ہے ؟

4۔آپ (ص) نے اپنے بعد لوگوں کی ھدایت کے لیے کیا ارشاد فرمایا ؟

درس نمبر9

(امامت)

جیسا کہ گزشتہ درس میں یہ بیان ہوا ہے کہ خداوند ام پر انبیاء کا لوگوں کی سعادت و نیہ بختی کے لیئے انون کے ساتھ بھیجنا ضروری ہے، ایسے ہی رسول کے بعد ایسے شخص کا ہونا ضروری ہے جو رسول کے لائے ہوئے دستوالعمل کو بغیر کمی و زیادتی کے لوگوں تک پہنچائے ، یعنی دین کی حفاظت اور لوگوں کے دینی و دنیاوی امور کو انجام دے تاکہ انسان کے لئے کمال و سعادت کی راہیںہمیشہ ہموار رہیں، اوراللہ اور اس کے بندوںکے در یان ای لمحہ کے لئے بھی ا ر و جدائی نہ ہو سکے ایسے شخص کو امام اور خلیفہ رسول(ص) کہتے ہیں۔

تمام ائمہ اطہار نبی کے لوم کے محافظ اور انسان کی کامل ترین فرد اور نمونہ عمل اور اسلام کے لئے مشعل راہ ہوتے ہیں خود کامل اور سعادت کی راہوں میں سیر رتے ہوئے لوگوں کی ہدایت رتے ہیں ۔

امام فات :

1عصمت:

نبی کی طرح امام کا بھی احکام دین اور اس کی تبلیغ و ترویج میں خطا و لطی، سہو و نسیان سے منزہ ہونا ضروری ہے ، تاکہ دینی احکام ن کمی اور زیادتی کے بغیر کامل طور پر اس کے پاس موجود رہیں اور لوگوں کو سیدھے راستے پر چلنے اور ۔ پہنچنے کا جو فقط

ا

راستہ ہے اس کو مروش نہ ہو دے ، پس امام کا گناہوں سے محفوظ رہنا اور جو کچھ ے اس پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے تاکہ اس کے قول کی اہمیت اور ، بات کا بھرم باقی رہے اور لوگوں کا اعتماد اس سے زائل نہ ہو مختصر یہ کہ امام کا معصوم ہونا ضروری ہے

2علم :

امام کا دین کے تمام احکام سے واقفیت اور ہر وہ مطالب جو لوگوں کی راہنمائی اور رہبری کے لئے سزاوار ہیں اس کا جاننا ضروری ہے تاکہ انسان کے لئے سعادت و ہدایت کی شاہ راہ ہمیشہ کھلی رہے ۔ اس لئے کہ ناواقف انسان لوگوں کی رہنمائی نہیں رسکتا ۔

امام کی پہچان :

امام کو دو راستوں سے پہچانا جا سکتا ہے :

پہلا راستہ : نبی یا امام خود اپنے بعد آ واے امام کی پہچان بیان رے اور لوگوں کے در یان اپنے جانشین کے عنوان سے مشخ رے ، جیسا کہ پیغمبراسلام (ص) اپنے بعد مقام غدیر اور کئی دوسرے مقامات پر حضرت لی (ع) کی امامت کا اعلان کیا ،اگر خود امام یا نبی اس فریضہ کو انجام نہ دیں تو لوگ امام کو معین نہیں رسکتے اس لئے کہ عصمت اور المیت کے مصداق کو فقط خدا یا اس کے نمائندے ہی جانتے ہیں اور دوسروں کو اس کی خبر نہیں دی گئی ہے ۔

دوسرا راستہ : (معجزہ) اگر امام اپنی امامت کو ثابت ر کے لئے معجزہ اور (خارق ادت) چیزوں کی نشان دہی رے تو اس کی امامت ثابت ہو جائے گی کیونکہ اگر وہ اپنے امامت کے دعوے میں جھوٹا ہے تو سوال یہ ہے کہ خدا معجزہ سے اس کی مدد کیوں فرمائی ؟

امام اور نبی میں فرق :

امام اور نبی میں چند جہات سے فرق پایا جاتا ہے ۔

پہلا : نبی دین اور اس کے احکام کو لا والے ہوتے ہیں ، لیکن امام اس کا محافظ اور معاشرے میں اس کو اجرا ر والا ہوتا ہے ۔

دوسرا : نبی یا پیغمبر (ص) شریعت،اور احکام کو وحی کے ذریعہ حاصل رتے ہیں نیز نبی کا رابطہ خدا سے براہ راست ہوتا ہے ، لیکن امام چونکہ شریعت لا والے نہیںہوتے اس لئے احکام ان کے لئے وحی کی صورت میں نہیں آتے،بلکہ وہ احکام کو نبی سے دریافت رتے ہیں اور نبی کے م میں ہدایت و راہنمائی کے عنوان سے دخالت رکھتے ہیں ۔

اماموں کی تعداد:

ہم گزشتہ بحث میں یہ ثابتکر چکے ہیں کہ رسول(ص) کے لئے امام کا معین رنا نہایت ضروری ہے اس لئے کہ خدا اور رسول(ص) کے علاوہ عصمتِ باطنی سے کوئی واقفیت نہیں رکھتا ہے اگررسول یہ کام انجام نہ دے تو اسکا مطب یہ کہ وہ دین کو ناقص چھوڑ ر جارہا ہے ، ہمارا عقیدہ ہے کہ رسول خدا (ص) مسلمانوں کے لئے اپنا جانشین معین فرمایا ہے ، حضرت نے صرف اپنے بعد خلیفہ بلا فصل کو معین کیا ہے بلکہ اماموں کی تعداد(بارہ ہوں گی) اور بعض روایات میں ان کے اسمائے گرامی کا بھی تذ رہ کیا گیا ہے ۔

حضور ا رم (ص) کا ارشاد گرامی ہے : یرے بعد قریش سے بارہ خلیفہ ہونے ان کا پہلا شخص لی اور آخری مہدی موعود ہوگا ،

والات:

1۔امام کسے کہتے ہیں ؟

2۔امام کی صفات بیان ریں ؟

3۔امام کو کیسے پہچانا جاتا ہے ؟

4۔امام اور نبی کا فرق بیان کیجئے ؟

5۔امام کتنے ہیں کوئی حدیث بیان کیجئے ؟

درس نمبر10

(قیامت)

انبیاء و اولیاء اور تمام آسمانی کتابوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انسان کی زندگی فقط مر سے ختم نہیں ہوتی بکہ

اس دنیا کے بعد بھی دنیا پائی جاتی ہے جہاں پر انسان کو اپنے کئے (اعمال و ردار) کا بدلہ ملے گا ۔

اچھے لوگ وہاں پر تمام نعمتوں کے ساتھ خوش خوش زندگی بسر ریں ے اور بد ردار اور خطاکار افراد سخت دردناک عذاب میں گرفتار رہیں ے قیامت آسمانی تمام ادیان کی ضروریات میں سے ہے اور اصل قیامت مر کے بعد کی دنیا کو کہا جاتا ہے جو شخص بھی انبیاء کو مانتا اور ان کی بتائی ہوئی چیزوں پر ایمان رکھتا ہے اس کامعاد پر یقین و اعتقاد رکھنا ضروری ہے ۔

قرآن مجید میں قیامت کے سلسہ میں سیکڑوں آیات بیان ہوئی ہیں، ان کے علاوہ قیامت کے بارے میں بہت ں عقلی دلیلیں بھی موجود ہیں ہم ان میں سے صرف ای کو خلاصہ کے طور پر بیان ررہے ہیں:

برہانِ حکمت: اگر قیامت کے بغیر اس زندگی کا تصور ریں تو بے معنی اور فضول دکھائی دیتی ہے، بال ای طرح کہ شکم مادر میں بچہ کو اس دنیاوی زندگی کے بغیر تصور ریں۔

اگر قانون خلقت یہ ہوتا کہ بچہ شکم مادر میں پیدا ہوتے ہی مرجایا رتا تو پھر تصور ریں کہ ں ماں کاحاملہ ہونا کتنا بے مفہوم تھا؟

ای طرح اگر قیامت کے بغیر اس دنیا کا تصور

ریں تو یہی پریشانی دکھائی دے گی۔

کیونکہ کیا ضرورت ہے کہ ہم کم و بیش 70 سال تک اس دنیا کی سختیوں کو برداشت ریں؟ اور ایک مدت تک بے تجربہ رہتےہیں، اور تجربات حاصل ر میں کا یاب ہو جائیں تو عمر تمام ہوجائے ؟ اور ا ن طرح سونا اور بیدار ہونا، دسیوں سال تک ہر روز یہی تھکادینے والے کام انجام دینا ان سب چیزوں کی کیا ضرورت تھی ؟!

یہ عظیم الشان آسمان، وسیع و عریض زمین، اور ان میں پائی جا والی تمام چیزیں، یہ اساتید، مربّی، یہ بڑے بڑے کتب خانے اور ہماری اور دوسری موجودات کی خلقت میں یہ باریک بینی، اورظرافت کیا واقعاً یہ سب کچھ کھا پینے، پہننے اور مادی زندگی بسر ر کے لئے ہیں؟

اس سوال کی بنا پر معاد اور قیامت کا انکار ر والے اس زندگی کے عبث ہو کا اقرار رتے ہیں، اور ان میں سے بعض لوگ اس بے معنی زندگی سے نجات پا کے لئے خود شی کو اپنے لئے افتخار سمجھتے ہیں!

کیسے ممکن ہے کہ کوئی شخص خداوند ام اور اس کی بے نہایت حکمت پر ایمان رکھتا ہولیکن اس دنیا کو ام آخرت کے لئے مقدمہ شمار نہ رے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: (فَحَسِبْتُمْ ◌َنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَ◌َنَّكُمْ ◌ِلَيْنَا لاَتُرْجَعُونَ)[1]"کیا تمہارا خیال یہ تھا کہ ہم نے تمہیں بیکار پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف پلٹا ر نہیں لائے جاؤ گے"۔

----

(1) سورہ مؤمنون ، آیت 115.

اس کا مطب یہ ہوا کہ اگر ام آخرت نہ ہو تو اس دنیا کا خلق رنا فضول ہے ۔

جی ہاں! یہ دنیوی زندگی اں صورت میں با معنی اور حکمت خداوندی سے ہم آہنگ ہوتی ہے کہ . اس دنیا کو ام آخرت کی کھیتی قرار دیں "الدُّنْیَا مَزْرَعَةُ الآخِرَةِ"،یا اس کو ام آخرت کے لئے پل قراردیں" الدنیاقنطرۃ" یا اس ام کے لئے یونیورسٹی اور تجارت خانہ تصور ریں ، جیسا کہ حضرت ا یر المو ءنین لی لیہ السلام اپنے عظیم لام میں فرماتے ہیں: "یاد رکو کہ دنیا یقین سر واے کے لئے سچائی کا گھر ہے، سمجھ دار کے لئے امن و افیت کی نزل ہے، اور نصیحت حاصل ر واے کے لئے نصیحت کا مقام ہے، یہ دوستان خدا کے سجود کی نزل اور آسمان کے فرشتوں کا مصلی ہے، یہیںوحی الٰہی کا نزول ہوتا ہے اور یہیں اولیاء خدا آخرت کا سودا رتے ہیں، اوررحمت الٰہی حاصل رلیتے ہیں اور جنت کے مستحق قرار پاتے ہیں"۔[1]

خلاصہ گفتو یہ ہے کہ اس جہان کے حالات کا مطالعہ اور تحقیق کے بعدیہ معلوم ہوجاتا ہے کہ اس کے بعد ای دوسراجہان بھی موجود ہے

والات :

1۔قیامت کے بارے میں کوئی دلیل پیش ریں ؟

2۔ حضرت ا یر المو ءنین لی لیہ السلام اپنے عظیم لام میں دنیا کے بارے میں کیا فرماتے ہیں ؟

3۔الدُّنْیَا مَزْرَعَةُ الآخِرَةِ" سے کیا مراد ہے ؟

---

(1) نہج البلاغہ ،کلمات قصار کلمہ 131.

(حصہ دوم)

(احکام)

درس نمبر11

(تقلید)

تقلید کے معنی پیروی رنا اور نق قدم پر چلنا ہے ،یہاں تقلید کے معنی "فقیہ" کی پیروی رنا ہے یعنی اپنے کاموں کو مجتہد کے فتوی کے مطابق انجام دینا۔

u۔ جو شخص خود مجتہد نہیں اوراحکام ودستورات الٰہی کو حاصل بھی نہیں رسکتا تو اُسے مجتہد کی تقلید رنا چاہئے ۔

u۔ جس مجتہد کی تقلید کی جاتی ہے اسے "مرجع تقلید" کہتے ہیں۔

u۔ جس مجتہد کی انسان تقلید رے، اس میں ندرجہ ذیل شرائط کا ہونا ضروری ہے:

× مرد ہو۔ × با ہو

× اقل ہو × ادل ہو

× حلال زادہ ہو × شیعہ اثنا عشری ہو ۔

× احتیاط وا. کی بناپرزندہ ،ا م ہو اور دنیا طب نہ ہو۔

u۔ مجتہد اورا م کو پہچاننے کے طریقے:

الف: انسان خود اہل م ہواور مجتہد ا م کی شناخت رسکتا ہو ۔یا ایُں شہرت ہو جس سے انسان کو اطمینان ہو جائے ۔

ب: دو ام و ادل افراد جو مجتہد وا م کی تشخیص رسکیں، ن کے مجتہدیا ا م ہو

کی تصدیق کردیں

ج: اہل علم کی ایک جماعت، جو مجتہد واعلم کی تشخیص دے سکتی ہو اور ان کے کہنے پر اطمینان پیدا ہوسکتا ہو، کسی کے مجتہد یا اعلم ہونے کی تصدیق کرے۔

u۔ مجتہد کے فتوی کو حاصل کرنے کے طریقے:

× خود مجتہد سے سننا۔

× دو عادل شخص سے سننا۔

× ایک سچے اور قابل وثوق انسان سے سننا۔

× مجتہد کے رسالہ عملیہ (توضیح المسائل) میں دیکھنا جبکہ ہر طرح کی غلطی اور اشتباہ سے مبرا ہو۔

u۔ اگر مجتہد اعلم نے کسی مسئلہ میں فتوی نہ دیا ہو، تو اس کا مقلد دوسرے مجتہد کی طرف اس مسئلہ میں رجوع کرسکتا ہے، بشرطیکہ دوسرے مجتہد کا اس مسئلہ میں فتوی پایا جاتا ہو، اور احتیاط واجب کی بناء پر جس کی طرف رجوع کیا جارہا ہے وہ مجتہد دوسرے مجتہدوں سے اعلم ہو۔

u۔ اگر مجتہد کافتوی بدل جائے،تو مقلد کا اس کے نئے فتوی پر عمل کرنا چاہئے اور اس کے پہلے فتوی پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔

u روز مرہ پیش آنے والے مسائل کا یاد کرنا واجب ہے۔

مکلف کون ہے؟

عاقل ،بالغ اور وہ افرادجواحکام کو بجالانے کی قدرت رکھتے ہوں،مکلف ہیں، یعنی احکام کو انجام دینا ان پر واجب ہے، لہذا (نابالغ) بچے ،دیوانے (غیر عاقل) اور

وہافراد جو احکام کو بجالا   کی قدرت نہیں رکھتے ،مکلف نہیں ہیں

بلوغ:

بلوغ کا مطب ہے درج ذیل شرائط میں سے   ں ی   کا پایا جانا۔

1۔شکم کےنیچے اور اورشرمگاہ کے اوپر سخت بالوں کا ز ل آنا

2۔احتلام (منی کا خارج ہونا)

3۔ ڑکوں میں پندرہ سال اور ڑکیوں میں 9 سا ل قمری کے پورے ہونا

ڑکا یا ڑکی .   سن بلوغ کو پہنچ جائیں تو انھیں تمام شرعی فرائض کو انجام دینا چاہئے ، اگر اس سن سے کمتر نچے بھی نی-   کام، جیسے نماز کو   ح طریتے پر انجام دیں، تو ثواب پائیں ے ۔ توجہ رہے کہ سن بلوغ قمری سال سے حساب ہوتا ہے، چونکہ قمری س-ال 4 5 3 دن اور 6 گھنٹے کا ہوتا ہے اس لئے شمس ں سال سے دس دن اور 18 گھنٹے کم ہوتا ہے ، اس طرح 9سال شمس س-   سے 96 دن اور 18 گھنٹے کم ر   پر 9 سال قمری بن جاتے ہیں اور 15 سال شمس ں سے 61 1 دن اور 6 گھنٹے کم ر   پر 15 سال قمری بن جاتے ہیں ۔

والات:

1۔تقلید کے کیا معنی ہیں ؟

2۔مرجع تقلید کے شرائط کیا ہیں؟

3۔مجتہد اور ا م کو پہچاننے کے طریتے بیان کیجئے؟

4۔مجتہد کے فتوے کو حاصل ر   کے طریتے کیا ہیں ؟

5۔مکلف کون ہے؟

درس نمبر 12

(نجاسات)

اسلام کچھ چیزوں کو نجس جانتا ہے ، اور مسلمانوں کو ان سے اجتناب کا حکم دیتا ہے:

1ـ2ـ پیشاب و پاخانہ : خواہ انسان کا ہو یا ہر اس حرام گوشت حیوان کا جو خون جہندہ رکھتا ہو یعنی اگر اس کی رگ کو کاٹ دیں تو خون اچھل ر نکلتا ہے۔

3ـ منی :اہر انسان اور خون جہندہ رکھنے واے حیوان کی منی نجس ہے ۔

4ـ مردار :انسان اور ہر خون جہندہ رکھنے واے حیوان کا مردہ نجس ہے ۔

5ـخون : انسان اور ہرخون جہندہ رکھنے واے حیوان کا خون نجس ہے ۔

6ـ خشکی کا کتا۔

7ـ خشکی کاسور۔

8ـ کافر جو خدا و رسول(ص) کا نکر ہے ۔

9ـ شراب ۔

10ـ فقاع (بیئر) جو، جو سے بنائی جاتی ہے ۔

(مطہرات)

1ـ پانی : مطلہ اور پاک پانی ،ہر چیز کی نجاست کو پاک ر تا ہے ۔

2ـ زمین: اگر زمین پاک اور خش ہے تو انسان کے پیر ، جوتے کے تلے اور ، گاڑی

کے پہیہ وغیرہ کو پاک ر دیتی ہے شرط یہ ہے کہ چلنے کی وجہ سے ان چیزوں کی نجاست زائل ہو گئی ہو ۔

3۔ آفتاب : سورج ،زمین ،چ ت ، دیوار ، دروازہ ، کھڑکی اور در ت وغیرہ کو پاک ر تا ہے شرط یہ ہے کہ عین نجاست ب ر طرف ہوگئی ہو اور نجاست کی تری آفتاب کی گرمی سے خ ش ہو جائے ۔

4۔ عین نجاست کا دور ہونا : اگر حیوان کا بدن نجس ہوجائے تو عین نجاست کے دور ہوتے ہی اس کا بدن پاک ہوجاتا ہے ، اور پانی سے د و کی ضرورت نہیں ہے ۔

5۔ استحالہ : اگر عین نجس اس طرح تغیر ہوجائے کہ اس پر اس کے سابقہ نام کا ا لاق نہ ہو بکہ اسے کچھ اور کہا جا لے تو وہ نجاست پاک ہوجاتی ہے، جیسے کتا کی کان میں گر ر بن جائے تو پاک ہو جائے گا یا نجس لکڑی کو آگ جلا ر خا تر ر دے تووہ خا تر پاک ہوجائیگی۔

والات:

1۔ کوئی بھی پانچ نجاسات بیان کیجئے ؟

2۔ کیا سا کا خون نجس ہے ؟

3۔ زمین کن چیزوں کو پاک ر تی ہے ؟

4۔ استحالہ سے کیا مراد ہے ؟

درس نمبر 13

(وضو)

وضو کا طریقہ :

پہلے نیت رے کہ خدا کی خوشنودی کے لئے وضو انجام دیتا ہوں "قربةً الی الہ"

پھرچہرے پر بال اگنے کی جہ سے ی کے آخری ے۔ د وئے ،چہرہ د و کے بعد داہنے ہاتھ کو کہنی سے ے سر انلیوں کے آخری سرے۔ (یعنی اوپر سےنیچے کی طرف) د وئے اور پھر بائیں ہاتھ کو کہنی سے ے ر انلیوں کے آخری سرے ۔ یعنی اوپر سےنیچے کی طرف د وئے اس کے بعد داہنے ہاتھ کی تری سے سر کے الے حصہ پر اوپر سےنیچے کی طرف مح رے ۔ پھر داہنے ہاتھ کی بچی ہوئی تری سے داہنے پیر کی انلیوں سے ے ر پیر کے ابھار۔ مح رے ۔اسکے بعد بائیں ہاتھ سے بائیں پیر کی انلیوں سے ے ر پیر کے ابھار کی جہ تکمح رے ۔

(غسل)

چھ غسل وا. ہیں :

(1)غسل جنابت (2)غسل یت (3) غسل س یت (4) غسل حیض(5) غسل نفاس (6) غسل استحاضہ

(1)غسل جنابت: اگر انسان جماع رے ،یا اس سے منی زل آئے تو اسے غسل

جنابت رنا چاہیے ۔

(2)غسل یت: ہر مسلمان کو مر کے بعد اور د ن ر سے پہلے غسل دینا وا. ہے اسے غسل یت کہتے ہیں ۔

(3) غسل س یت: اگر کوئی شخ ں یت کو سرد ہو کے بعد اور غسل یت سے پہلے س رے تو اس پر غسل س یت وا. ہوجاتا ہے ۔

(6،5،4) غسل حیض،غسل نفاس،غسل استحاضہ،یہ تین غسل خواتین کے ساتھ مخصوص ہیں جنکی تفصیل کے لیے ہماری کتاب "خواتین کے اہم مسائل " کی طرف رجوع فرمائیں ۔

غسل کا طریقہ :

غسل میں چند چیزیں وا. ہیں :

1۔ نیت : غسل کو خدا کے لئے بجالائے اور معلوم ہونا چاہیے کہ کون سا غسل انجام دے رہا ہے (یا دے رہی ہے)

2۔ نیت کے بعد پورے سر و گردن کو د وئے اس طریقے سے کہ ای ذرہ کہیں چھوٹنے نہ پائے ۔

3۔ سر و گردن کے بعد داہنے طرف کے پورے بدن کو د وئے ۔

4۔ اس کے بعد بائیں طرف کے پورے بدن کو د وئے ۔

مجنب پر چند چیزیں حرام ہیں :

1۔ خط قرآن ، اسم خدا ، اور اسماء انبیاء ، اسماء ائمہ اہرین کو بدن کے ں حصہ سے س رنا ۔

2۔ مساجد اور ائمہ لیہم السلام کے حرم میں ٹھہرنا ۔

3۔ ں چیز کو رکھنے کے لئے م. ر میں داخل ہونا ۔

4۔ وہ سورہ جن میں سجدہ وا. ہے ان کی سجدہ والی آیت کا پڑ نا ۔

5۔ م. ر احرام اور م. ر النبوی میں جانا ۔

(تیمم کا طریقہ)

تیمم میں پانچ چیزیں وا. ہیں:

1۔ نیت ۔

2۔ دونوں ہا ؔوں کو ملا ر ہتھیلیوں کو زمین پر مارے ۔

3۔ دونوں ہا ؔوں کی ہتھیلیوں کوپوری پیشانی اور اس کے دونوں طرف جہاں سے سر کے بال اُگتے ہیں ابرو ؤں ۔ اور نا ک کے اوپر ۔ کھینچے

4۔ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو داہنے ہاتھ کی پوری پشت پر پ یرے ۔

5۔ داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پوری پشت پر پ یرے ۔

نکتہ 1: . انسان کے لئے پانی ضرر رکھتا ہو یا پانی ۔ رسائی ممکن نہ ہو یا نماز کا وقت تن ہو تو چاہیے کہ نماز کے لیۓ تیمم رے ۔

نکتہ 2: مٹی ، کنکر ، ریت ، ڈ یہ ، پتھر ، پر تیمم رنا یح ہے ۔

والات:

1۔ وضو کا طریقہ بیان کیجئے ؟

2۔غسل کا طریقہ بیان کیجئے ؟

3۔کتنے غسل وا. ہیں ؟

4۔ تیمم کا طریقہ بیان کیجئے ؟

5۔ تیمم کن چیزوں پر جائز ہے ؟

درس نمبر 14

(نماز)

نماز دین کا ستون ہے، آنحضرت (ص) فرمایا : خدا کی قسم نماز کو حقیر سمجھنے واے اور ترک کرنے واے کو میری شفاعت نصیب نہیں گی۔[1]

واجب نمازیں چھ ہیں:

1۔ نماز پنجگانہ ۔

2۔ نماز آیات (سورج گرہن و چاند گرہن)

3۔ نماز میت۔

4۔ نماز طواف۔

5۔ نماز قسم و نذر وغیرہ

6۔ نماز قضاء والدین

تمام مسلمانوں کو پانچ وقت کی نماز پڑھنا واجب ہے ، صبح کی دو رکعت ، ظہر کی چار رکعت ، عصر کی چار رکعت ، مغرب کی تین رکعت ، اور عشا کی چار رکعت ۔

اوقات نماز :

نماز صبح کا وقت ، صبح صادق سے لے کر سورج نکلنے کے وقت تک ہے ۔

----

(1)۔ وافی ۔ج2 ، جزء پنجم، ص 13 ۔

نمازظہر و عصر کا وقت سورج کے زوال سے ے ر غروب آفتاب ۔ ہے۔نماز مغرب و عشا سورج ڈوبنے (مغرب) سے ے
ر آد ں رات ۔ ہے

(اذان)

نماز سے پہلے اذان کہنا مستحب ہے ، اس کی ترتیب یہ ہے :

اَللّٰهُ اَكبَرُ "اللہ سب سے بڑا ہے " 4 مرتبہ اَشــهَدُ اَن لَّا اِلٰــهَ اِلَّا اللّٰــهُ

"میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے ۔" 2مرتبہ

اَشهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللّٰهِ "میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد(ص) بن عبد اللہ ، اللہ کے رسول ہیں"

2 مرتبہ

اَشهَدُ اَنَّ عَلِيّاً ولی الله [1] " میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی تمام لوگوں پر اللہ کے ولی ہیں"

2 مرتبہ

حَيَّ عَلىٰ الصَّلٰوةِ "نماز کے لئے جلدی کرو " 2مرتبہ حَـــيَّ عَلــــىٰ الفَــــلَاحِ

"کامیابی کے لئے جلدی کرو " 2 مرتبہ

حَيَّ عَلىٰ خَيرِ العَمَلِ "بہترین عمل کے لئے جلدی کرو " 2 مرتبہ

اَللّٰهُ اَكبَرُ "اللہ سب سے بڑا ہے " 2مرتبہ

1۔مراجع تقلید کے مطابق " اَشهَدُ اَنَّ عَلِيّاً وَلِيُ اللّٰهِ "(میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی تمام لوگوں پر اللہ کے ولی ہیں) اذان و اقامت کا (جز) حصہ نہیں ہے ، لیکن " اَشهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللّٰهِ " کے بعد " اَشهَدُ اَنَّ عَلِياً وَلِيُّ اللهِ " بقصد تبرک و تیمن کہنا بہتر ہے ۔

لا اِلٰہَ اِلّا اللہ "خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے " 2مرتبہ

(اقامت)

نماز کے لئے اذان کے بعد اقامت کہنا مستحب ہے،اس کی ترتیب یہ ہے :

اَللّٰهُ اَكبَرُ "اللہ سب سے بڑا ہے " 2 مرتبہ

اَشــهَدُ اَن لّا اِلٰـهَ اِلّا اللّٰـهُ "میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے ـ" 2مرتبہ

اَشهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللّٰهِ "میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ص) بن عبداللہ ، اللہ کے رسول ہیں"

2 مرتبہ

اَشهَدُ اَنَّ عَلِيّاً ولی الله (1) " میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی تمام لوگوں پر اللہ کے ولی ہیں"

2 مرتبہ

حَيَّ عَليٰ الصَّلٰوةِ "نماز کے لئے جلدی کرو " 2مرتبہ

حَيَّ عَليٰ الفَلَاحِ "کامیابی کے لئے جلدی کرو " 2 مرتبہ

حَيَّ عَليٰ خَيرِ العَمَلِ "بہترین عمل کے لئے جلدی کرو " 2 مرتبہ

قَد قَا مَتِ الصَّلٰوةُ "نماز قائم ہوگئی " 2مرتبہ

لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ " خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے " 1 مرتبہ

والات:

1۔وا.   نمازوں کے کے نام بتائیں ؟

2 ۔اذان کی ترتیب بیان کیجئے ؟

3۔اذان اور آامت کا فرق بیان کیجئے ؟

4۔مرانع تقلیداذان و آامت میں" اَشهَدُ اَنَّ عَلِیّاً وَلِیُ اللّٰهِ " کے بارے میں کیا فرماتے ہیں

درس نمبر51

(نماز پڑھنے کا طریقہ)

نماز میں چند چیزوں کا انجام دینا ضروری ہے :

1۔ نیت : قبلہ رخ کھڑے ہو کے بعد نیت رے کہ میں دو رعت نماز ح پڑ تا ہوں(یا پڑ تی ہوں) وا۔ قربۃ ً الی اللہ ۔

2۔تکبیرۃ الاحرام : نیت کے بعد ہاتھوں کو کان کی لو تک یجا ر ے" اللہ اکبر" پھر ہاتھوں کو نیچے لائے۔

3۔ قرائت : تکبیرۃ الاحرام کے بعد سورہ حمد کی تلاوت رے۔ :

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰالَمِینَ- الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ - مَالِکِ یَومِ الدِّینِ- اِیَّاکَ نَعبُدُ وَاِیَّاکَ نَستَعِینُ- اِھدِنَاالصِّرَاطَ المستَقِیمَ - صِرَاطَ الَّذِینَ اَنعَمتَ عَلَیھِم غَیرِ المغضُوبِ عَلَیھِم وَلَا الضَّالِّینَ -

ترجمہ :

خداوند رحمن و رحیم کے نام سے (شروع رتا ہوں)

ساری تعریفیں اس خدا کے لئے مخصوص ہیں جو جہانوں کا پالنے والا ہے ، جوبڑا مہربان اور نہایت رحم رنے والا ہے جزا کے دن کا مالک ہے ، (پروردگار)ہم صرف تیری عبادت رتے ہیں ، اور صرف تجھ سے مدد مانگتے ہیں، ہم کو صراط مستقیم پر ثابت قدم رکھ ،

ایسے لوگوں کا راستہ جن پر تو اپنی نعمتیں نازل کی ہیں ، ان لوگوں کا راستہ نہیں ، جن پر تو غضب نازل کیا ہے اور گمراہوں کا راستہ ۔

×سورہ حمد پڑھنے کے بعد قرآن مجید سے کوئی ایک سورہ پڑھے مثلا سورہ توحید اس طرح :

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

قُل ھُوَ اللّٰہُ اَحَد - اَللّٰہُ الصَّمَدُ - لَم یَلِد وَلَم یُولَد - وَلَم یَکُن لَّہ کُفُواً اَحَد-

ترجمہ :

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو رحمن و رحیم ہے۔

اے پیغمبر ! کہہ دیجئے وہ خدا یکتا ہے ، وہ خدا سب سے بے نیاز ہے،اس سے، کوئی پیدا نہیں ہوا ہے اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے اور کوئی اس کا مثل و نظیر نہیں ہے ۔

×مردوں پر واجب ہے کہ نماز صبح و مغرب و عشا میں سورہ حمد اور دوسرا سورہ بلند آواز سے پڑھیں ۔

×تکبیرۃ الاحرام (اللہ اکبر) کہتے وقت ہاتھوں کا کان کی لو تک اٹھانا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے ۔

4۔ رکوع : سورہ حمد اور دوسرے سورہ کے بعد رکوع میں جائے یعنی اس انداز میں جھکے کہ ہاتھ دونوں گھٹنوں تک پہنچ جائیں اور پھر پڑھے ،

"سُبحَانَ رَبِّیَ العَظِیمِ وَ بِحَمدِہ "

یا تین مرتبہ سے "سُبحَانَ اللّٰہ" یعنی میرا عظیم پروردگار ہر عیب و نقص سے پاک و

منزہ ہے ،اور میں اس کی حمد و ثناء کرتا ہوں ،رکوع کے بعد سیدھاکھڑاہوجائے اور کھڑے ہو کر کہے: "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَن حَمِدَه ' یعنی خدا وند عالم اپنے بندے کی حمد وثنا قبول کرنے والا ہے،یہ پڑھنا مستحب ہے ۔

5۔ سجدہ : رکوع کے بعد سجدہ میں جائے یعنی پیشانی کو زمین پر یا جو چیز اس سے اگتی ہے (لیکن کھانے اور پہننے والی نہ ہو)اس پر رکھے اور حالت سجدہ میں پیشانی، دونوں ہاتھوں کی ہتھیلی اور دونوں گھٹنے دونوں انوٹھے کے سرے کو زمین پر رکھے پھر پڑھے: " سُبحَانَ رَبِّیَ الاَعلَیٰ وَبِحَمدِہِ "یا تین مرتبہ " سُبحَانَ اللّٰه " (میرا پروردگار ہر ایک سے بالا وبرتر ہے اور ہر عیب و نقص سے پاک و منزہ ہے اور میں اس کی حمد کرتا ہوں) پڑھے ۔ پھر سجدہ سے سر اٹھائے اور تھوڑا ٹھہر کر پھر دوبارہ سجدہ میں جائے اور سجدہ دوم سے سر اٹھا کر تھوڑی دیر بیٹھے اور دوسری رکعت کے لئے کھڑاہو جائے اور کھڑے ہوتے وقت پڑھے" بِحَولِ للّٰهِ وَقُوَّتِه اَقُومُ وَاَقعُدُ" (میں اللہ تبارک وتعالی کی قدرت و مدد سے کھڑا ہوتا اور بیٹھتا ہوں)یہ کہنا مستحب ہے . سیدھے کھڑا ہو جائے تو پھرالحمد اور دوسرا سورہ پہلی رکعت کی طرح پڑھے ۔

× قنوت : سورہ حمد اور دوسرے سورہ سے فارغ ہونے کے بعد دونوں ہاتھوں کو چہرے کے سامنے لا کر قنوت (دعا) پڑھے: "رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنیَا حَسَنَةً وَفِی الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ" (اے پروردگار! دنیا اور آخرت میں ہم کو حسنہ مرحمت فرما اور جہنم کے عذاب سے بچا) دونوں ہاتھوں کونیچے لائے اوپہلی کی طرح رکوع کرے۔

× قنوت پڑھنا واجب نہیں بلکہ مستحب اور فضیلت و ثواب کا باعث ہے ۔

6۔ تشہد : تمام نمازوں میں دوسری رکعت کے کامل کر کے بعد دوسرے سجدہ سے سر اٹھا کر بیٹھ جائے اور اس طریقے سے تشہد پڑھے : " اَشهَدُ اَن لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحدَه لَا شَرِیکَ لَه وَاَشهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبدُه وَرَسُولُه، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ " میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے وہ یگانہ ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے ، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد(ص) خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں خداوندا ! محمد(ص) اور ان کی آل پر درود بھیج ۔

×نماز مغرب میں پہلے تشہد کے بعد سلام نہیں پڑھنا چاہیے بلکہ کھڑے ہوجائے اور کھڑے ہو کر اطمینان کی حالت میں تیسری رکعت کو شروع کرے پھر رکوع و سجود و تشہد کے بعد سلام پڑھے ،اور نماز ظہر و عصر و عشا میں پہلے تشہد کے بعد سلام نہ پڑھے بلکہ کھڑے ہو کر تیسری اور چوتھی رکعت کے بعد بیٹھ کر تشہد و سلام پڑھے۔

7۔ سلام : نماز کی میں تشہد کے بعد سلام اس طرح سے پڑھے:

" اَلسَّلَامُ عَلَیکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُه "

اے نبی(ص) !آپ پر سلام اور خدا کی رحمت و برکت ہو

" اَلسَّلَامُ عَلَینَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِینَ "

ہم پر اور خدا کے تمام نیک بندوں پر سلام ہو،

" اَلسَّلاَمُ عَلَیکُم وَرَحمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُه "

تم پر سلام ہو اور خدا کی رحمت و برکتیں ہوں ۔

8۔ترتیب : بیان شدہ ترتیب کے مطابق انجام دے

9۔ موالات : تمام اعمال کو پے در پے انجام دے

×۔ تسبیحات اربعہ : نماز مغرب کی تیسری اور نماز عشا ،ظہر و عصر کی تیسری و چوتھی رعت میں سورہ حمر کے بجائے تسبیحات اربعہ پڑھے :

" سُبحَانَ اللّٰهِ وَالحَمدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکبَرُ " خداوند ام پاک و منزہ ہے حمر و ثنا اس کے لئے مخصوص ہے اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں خدا اس سے کہیں بزرگ ہے کہ اس کی تعریف کی جائے ۔

×نماز پڑھنے والے کا جسم ،لباس اور مکان پاک ہونا چاہیے اور لباس ومکان پاک ہو کے ساتھ باح بھی ہوں اورعلب اس حرام گوشت جانور یا مردار کی جلد اور کھال سے بنا ہوا نہیں ہونا چاہیے ۔

×نماز پڑھنے والی عورت ، جنابت و حیض و استحاضہ و نفاس سے اور مرد جنابت سے پاک ہو ۔

والات:

1۔نماز کی ترکیب بتائیے ؟

2۔کیا تکبیرۃ الاحرام کہتے وقت ہاتوں کاکانوں کی لو ت یجا نا وا. ہے ؟

3۔قنوت کونی رعت میں پڑھتے ہیں ،اور کیا اس کا پڑ نا وا. ہے ؟

4۔اگر کوئی شخ نجس لباس میں نماز پڑھ ے تو کیا اس کی نماز ح ہے ؟

5۔اگر کوئی شخ ن ایسے شخ کی ج ہ پر نمازپڑھے جس کے بارے میں جانتا ہو کہ وہ راضی نہیں ہے تو کیا اس ج ہ پر نمازپڑ نا ح ہے ۔؟

درس نمبر 16

(نماز ارکان)

نماز کے پانچ ارکان وا. ہیں :

1۔ نیت۔

2 ۔تکبیرۃ الاحرام۔

3۔ قیام ، تکبیرۃ الاحرام کہتے وقت اور رکوع میں جا سے پہلے جس کو قیام تصل بہ رکوع کہا جاتا ہے یعنی رکوع سے پہلے کھڑے ہونا ۔

4۔رکوع۔

5۔ دونوں سجدے

عمداً و سہواً یا ان ارکان کو کم یا زیادہ ر سے نماز با ل ہوجاتی ہے ۔

نماز کو با ل ر والی چیزیں

مبطلات نماز:

ان کاموں کو انجام دینے سے نماز با ل ہوجاتی ہے :

1۔وضو کے ٹوٹ جا سے نماز با ل ہوجاتی ہے ، چاہے عمداً ہو یا سہواً ۔

2۔ جان بوجھ ر دنیا کے تعل گریہ رنا ۔

3۔ عمداً قہقہ کے ساتھ ہنسنا ۔

4۔ جان بوجھ ر کھانا اور پینا ۔

5۔ بُھول کر یا جان بوجھ کر کسی رکن کو کم یا زیادہ کردینا ۔

6۔ حمد کے بعد آمین کہنا ۔

7۔ سہواً یا عمداً قبلہ کی طرف پیٹھ کرنا ۔

8۔ بات کرنا ۔

9۔ ایسا کام کرنا جس سے نماز کی صورت ختم ہو جائے جیسے تالی بجانا اوراچھلنا ،کودنا وغیرہ۔

10۔ سینے پر ہاتھ باندھنا (اہل سنت کی طرح) ۔

11۔ دو رکعتی یا تین رکعتی نماز کی رکعتوں میں شک کرنا ۔

مسافر کی نماز:

درج ذیل شرائط کے ساتھ مسافر کو چاہیے کہ چار رکعتی نماز کو دو رکعت پڑھے :

1۔ سفرآٹھ فرسخ سے کم نہ ہو(43 کلو میٹر) جسکی آمدورفت آٹھ فرسخ ہو جاتی ہے وہ نماز کو قصر پڑھے ۔

2۔ابتداء سے آٹھ فرسخ کی نیت ہو

3۔راستے میں اپنا ارادہ نہ بدل دے

4۔ منزل تک پہنچنے سے پہلے اپنے وطن سے نہ گزرے اور اثنائے راہ میں دس دن یا زیادہ دن قیام نہ کرے

5۔ اس کا سفر کسی حرام کام کے لئے نہ ہو ، جیسے سفر کرے چوری یا مومن کے قتل کرنے کے لئے اسی طرح عورت بغیر شوہر کی اجازت کے گھر سے باہر نکلے ۔

6۔ صحراء نشین خانہ بدوش نہ ہو ۔

7۔اس کا مشغہ اور کام مسافرت نہ ہو ۔

8 ۔ حد ترخّص ۔ پہنچ جائے ۔یعنی وطن یا اپنے ٹھہر کی جہ سے اتنا دور ہوجائے کہ شہر کی اذان کی آواز کو نہ سنے اور شہر کے لوگ اس کو نہ دیکھ سکیں

×جو مسافر سفر میں ای جہ دس دن رہنے کا ارادہ رکھے تو ۔ وہاں پر قیام ہے نماز پوری پڑھے اور وہ مسافر جو تیس دن ۔ تردد حالت میں رہ رہا ہو تیسویں دن کے بعداسے چاہیے کہ نماز کو پوری پڑھے ۔

والات:

1۔نمازکے ارکان سے کیا مراد ہے ؟

2۔ نمازکے ارکان بیان کیجئے ؟

3۔ بطلات نماز کیا ہیں ؟

4۔ کن شرائط کے ساتھ نماز قصر ہوجاتی ہے ؟

5۔ حد ترخّص سے کیا مراد ہے؟

درس نمبر 17

(روزہ)

اسلام کے اہم واجبات میں سے روزہ ہے ہمارے نبی حضرت محمد مصطفی (ص) نے فرمایا : روزہ جہنم کی آگ کے مقابلہ میں ڈھال ہے۔ [1]

تمام مسلمانوں پر رمضان کے مہینے کا روزہ رکھنا واجب ہے ، یعنی صبح صادق سے لے کر مغرب تک تمام وہ کام جو روزہ کو باطل کرتے ہیں ان سے اجتناب و پرہیز کرے ۔

مبطلات روزہ: روزہ کو باطل کرنے والے امور درج ذیل ہیں :

1۔ کھانا اور پینا۔

2۔ غلیظ گردوغبار کا حلق تک پہنچانا ۔

3۔ قے کرنا۔

4۔ جماع کرنا

5۔ حقنہ کرنا۔

6۔ پانی میں سر ڈبونا۔

7۔ اللہ اور اس کے رسول(ص) پر جھوٹا الزام لگانا۔

8۔ استمناء (منی نکالنا)

---

(1)۔ وافی ،ج2، جز 7، ص5 ۔

(9) ح کی اذان ۔ جنابت و حیض و نفاس پر باقی رہنا ۔

×اگر یہ روزہ توڑ والی چیزیں ً را واقع ہو تو روزہ با ل ہوجاتا ہے

لیکن اگر َول چوک یا غفلت کے سبب واقع ہو تو روزہ با ل نہیں ہوتا ہے سوائے جنابت و حیض و نفاس پر باقی رہنے کے ، کہ

اگر سہواً اور غفلت کی وجہ سے بھی ہو، تو بھی روزہ با ل ہے ۔

وہ افراد جو روزہ کو توڑ سکتے ہیں

1۔ بیمار :جس پر روزہ رکھنا ضرر کا باعث ہو ۔

2۔ مسافر، انھیں شرائط کے ساتھ جو مسافر کی نماز کے تعل بیان ہوئی ہیں۔

3۔ وہ عورت جو ماہواری (حیض کی حالت میں) یا نفاس میں ہو ۔

×ان تینوں ق م کے افراد کو چاہیے کہ اپنے روزہ کو توڑدیں اور عذر کو بر طرف ہو کے بعد روزہ کی قضا ریں ۔

4۔ حاہ عورت جس کا وضع حمل قریہ ہو اور روزہ خود اس کے لئے یا اس کے بچے کے لئے ضرر کا باعث ہو ۔

5۔ بچے کو دودھ پلا والی عورت جبکہ روزہ رکھنے سے دودھ میں کمی آتی ہو اور بچہ کی تکلیف کا سبب ہو۔

6۔ بوڑھے مرد اور بوڑ ں عورتیں جن پر روزہ رکھنا سخت اور دشوار ہے ۔

× ندرجہ بالا خواتین عذر کے زائل ہو کے بعد اپنے روزے کی قضا اور تین پاؤ گیہوں فقیر کو دیں گی ۔

×اگر یہ لوگ رمضان کے بعد بآسانی روزہ رھ سکتے ہوں تو قضا ریں ، لیکن اگر ان

پر روزہ رکھنا دشواری کا باعث ہو تو قضا وا. نہیں ہے ، لیکن ہر روزہ کے بدے تین پاؤ گیہوں فقیر کو دیں۔

×جو شخ عذر شرعی کے بغیر ماہ رمضان کے روزے نہ رکھے یا توڑ دے تو اسے چاہیے کہ اس کی قضا -رے اور ہ-ر روزہ کے بدے ساٹھ روزہ رکھے یا ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلائے ۔

والات:

1۔ بطلات روزہ بیان کیجئے ؟

2۔ اگر ں شخ کو تے آجائے تو کیا اسکا روزہ با ل ہے ؟

3۔ کونسے افراد روزہ توڑ سکتے ہیں ؟

4۔ جو شخ عذر شرعی کے بغیر ماہ رمضان کے روزہ ے نہ رکھے یا توڑ دے اسکا کیا حکم ہے ؟

درس نمبر18

(زکوۃ)

اسلام کی وا.   چیزوں میں سے ای   زکواۃ ہے ، حضرت امام صادق   فرمایا : جو شخ   اپنے مال کی زکواۃ نہ دے وہ نہ
مومن ہے اور نہ ہی مسلمان ہے [1]

زکوۃنو (9) چیزوں پر وا.   ہے :

(1) گیہوں (2) جو (3) کجور (4) شم   (5) گائے بھینس (6) بھیڑ بکری (7) اونٹ (8) سونا (9) چاندی ۔

دین اسلام   ان چیزوں کے لئے ای   حد و مقدار بیان فرمائی ہے اگر اس حد ۔ پہنچ جائے تو اس میں زکوۃ دینا وا.
ہوگی اگر اس مقدار ۔ نہ پہونچے تو اس پر زکوۃ وا.   نہ ہوگی اس حد کو نصاب کہتے ہیں ۔

گیہوں ، جو ، کجور اور شم   : ان چار چیزوں کا نصاب 847کلو گرام ہے اگر اس مقدار سے کم ہوتو اس پر زکوۃ وا.
نہیں ہے ، زکوۃ نکالتے وقت یہ نکتہ بھی ذ ن نشین رہے کہ جو زراعت پر اخراجات ہوئے ہیں ان سب کو نکال ر اگر نصاب کی حد
۔ پہنچے تو زکوۃ وا.   ہو گی ،باقی چیزوں کے نصاب کی مقدار جاننے کے لئے مفصل کتب کی طرف رجوع فرمائیں ۔

(ا)۔ وافی، ج2 ،ص5 ، جز 6 ۔

(خمس)

اسلام کے مالی حقوق میں سے ایک خمس ہے جو تمام مسلمانوں پر فرض ہے ۔

سات چیزوں پر خمس دینا واجب ہے :

1۔ کاروبار کے منافع ، انسان کو زراعت و صنعت و تجارت مختلف اداروں میں ملازمت کاریگری وغیرہ سے جو آمدنی ہوتی ہے اس میں سے (مثلاً کھانا ،پینا، لباس ، گھر کا ساز وسامان ، گھر کی خریداری ، شادی ، مہمان نوازی ، مسافرت کے خرچ وغیرہ کے بعد) سالانہ خرچ سے جو بچ جائے اس بچت کا پانچواں حصہ بعنوان خمس ادا کرے ۔

2۔ کان سے جو سونا ،چاندی ،لوہا ، تانبہ ، پیتل ، تیل ، ، کوئلہ ، گندھک معدنی چیز برآمد ہوتی ہے اور جو دھاتیں ملتی ہیں، ان سب پر خمس واجب ہے ۔

3۔ خزانہ ۔

4۔ جنگ کی حالت میں مال غنیمت ۔

5۔ دریا میں غوطہ خوری کے ذریعہ حاصل ہونے والے جواہرات ۔

6۔جو زمین مسلمان سے کافر ذمی خرید ے اس کو چاہیے کہ پانچواں حصہ اس کا یا اس کی قیمت کا بعنوان خمس ادا کرے ۔

7۔ حلال مال جو حرام مال میں مخلوط ہوجائے اس طرح کہ حرام کی مقدار معلوم نہ ہو اور نہ ہی اس مال کو پہچانتا ہو، تو اسے چاہیے ان تمام مال کا پانچواں حصہ خمس دے تاکہ باقی مال حلال ہوجائے ۔

×جو شخص خمس کے مال کا مقروض ہے اس کو چاہیے کہ مجتہد جامع الشرائط یا اس کے

ں وکیل کو دے تاکہ وہ عظمت اور ترویج اسلام اور غریہ سادات کے مخارج کو اس سے پورا رے۔

×خمس و زکوٰۃ کی رقوم اسلامی مالیات کا سنہین اور قابل توجہ بجہ ہے۔

اگر سح طریقہ سے اس کی وصولی کی جائے اور حاکم شرع کے پاس جمع ہوتو اسے مسلمانوں کے تمام اجتماعی کام۔وں ک۔و ب۔ور اح ن انجام دیا جا سکتا ہے ، یا فقیری و بیکاری اور جہالت کا ڈٹ ر مقابہ اور اس سے لاچار و فقیر لوگوں کی دیھ بھال کی جا س۔کتی ہے اور لوگوں کے ضروری امور کہ جس کا ائدہ عمومی ہوتا ہے اس کے ذریعہ رائے جا سکتے ہیں مثلاً ہ پتال ، مدرسہ ، م بر ، راستہ ، پ۔ل اور عمومی حمام وغیرہ کی تعمیر کا کام ۔

والات:

1۔ حضرت امام صادق زکات کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ؟

2۔ زکات کن چیزوں پر وا. ہے ؟

3۔گیہوں ، جو ، کجور اور شم کی کتنی مقدار پر زکوٰۃ وا. ہوتی ہے ؟

4۔خمس کتنی چیزوں پر وا. ہے ؟

5۔ خمس کی رقم کسے ادا رنی چاہیے ؟

درس نمبر 19

(حج)

جو شخص جسمانی اور مالی قدرت رکھتا ہو تواس پر پوری عمر میں ای مرتبہ خانہ عبہ کی زیارت کے لئے جانا وا۔ہے ۔ یعنی اس کے پاس اتنا مال موجود ہو کہ اگر وہ اپنے مال سے حج کے اخراجات نکال ے تو واپس آ پر بیچارہ حیران و سرگرداں نہ پھرے بکہ ثل سا؛ اپنی زندگی اور کام وغیرہ کو ویسے ہی انجام دے سکے ۔

حضرت امام صادق   فرمایا : جو شخص مر جائے اس حال میں کہ عذر شرعی کے بغیر اپنے واجبی حج کو ترک ردے تو ایسا شخص دنیا سے مسلمان نہیں جاتا بکہ وہ یہود و نصاری کے ساتھ مشور ہو گا ۔

حج اسلام کی بڑی عبادتوں میں سے ای عبادت ہے ،دنیا کے تمام مسلمان ای جہ اور ای مقام پر جمع اور ای دوسرے کے رسوم و ادات سے آشنا ہوتے ہیں اور ہر ہ کے عمومی حالات کے تبادلہ خیالات کے نتیجہ میں لمی سح میں اضافہ ہوتا ہے،اس کے علاوہ مسلمان اسلام کی مشلات اور م خطرات سے با خبر ہوتے ہیں، ان کے ساتھ ای دوسرے کے اقتصادی اور سیاسی و فرہنگی پروگراموں کے سسہ میں باز پرس رتے ہیں نیز عمومی مصالح و فوائد پر آپس میں فتو رتے ہیں جس سے اتحاد ، ہم فکری اور آپس دوستی کے روابط متحکم ہوتے ہیں۔

(جہاد)

اسلام کا ای م دستور جہاد ہے ۔ خدا پرستی کی ترویج و احکام اسلام کے نفوذ ، فر و بے دینی اور اسلام کے دشمنوں کے خلاف جن ر کو جہاد کہتے ہیں اور جہاد تمام مسلمانوں پر وا. ہے، اس ضمن میں قرآن مجید میں ارشاد رب العزت ہے :(اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الَّذِینَ یُقَاتِلُونَ فِی سَبِیلِه صَفًّا کَاَنَّهُم بُنیَان مَرصُوص) خدا تو ان لوگوں سے الفت رکھتا ہے جو اس کی راہ میں اس طرح صف باندھ ر ڑتے ہیں کہ گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں [1]

اور دوسرے مقام پر اس طرح ارشاد ہوتاہے (وَقَاتِلُ المشرِکِینَ کَافَّةً کَمَا یُقَاتِلُونَکُم کَافَّةً) اور مشرکین جس طرح تم سے سب کے سب ڑتے ہیں تم بھی اں طرح سب کے سب مل ر ان سے ڑو۔ [2] حضرت لی ارشاد فرماتے ہیں :"جہاد جنت کے دروازے میں سے ای دروازہ ہے جو شخ جہاد سے انکار رے خدا اس کو ذلیل و رسوا رے گا "اسلام جہاد کو اسلامی مکوں کی حفاظت کے لئے تمام مسلمانوں پر وا. قرار دیا ہے اور تمام مسلمانوں کو مجاہد اور اسلامی ۔ کو مجاہروں کی ج ۔ قرار دی ہے ، مجاہدین اسلام کو چاہیے ہمیشہ فر و احاد کے مقابہ میں مسلح اور صف بہ ف آمادہ رہیں تاکہ دشمن اسلام قدرت و شوکت اور اتحاد مسلمین سے خوف کھائے

اور اس کے ذ ن سے اسلامی مکوں پر زیادتی اور تجاوز کے خیالات دورہوجائیں،

----

(1)۔ سورہ صف(61) آیت 4 ۔ (2)۔ سورہ توبہ (9)آیت 36 ۔

اگر فار کی فوج اسلام کے ں علاقہ پر حمہ ِ آور ہو جائے تو تمام مسلمانوں پر اپنے استقلال کے لئے اس کا دفاع رنا واجب ہے
اور تمام لوگوں کی ذمہ داری ہے کہ سب

کے سب دشمنوں کے مقابہ ِ میں صف بستہ کھڑے ہوں اور ای ہی حمہ ِ میں مخالف کی فوج کو تہس نہس اور تباہ و برباد ر کے
اپنی جہ ِ پر بٹھادیں تاکہ دوبارہ وہ اس کی جرأت و ہمت نہ ر سکیں ۔

×جہاد کے لئے مخصوص شرائط ہیں جس کی بابت چاہیے کہ فقہ کی کتابوں کی طرف رجوع کیا جائے ۔

والات:

1۔ حج کس پر اور زندگی میں کتنی مرتبہ وا. ہے ؟

2۔حضرت امام صادق نیاس شخص کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے جو عذر شرعی کے بغیر اپنے واجبی حج کو ترک ردے ؟

3۔ حج کے کیا فوائد ہیں ؟

4۔ جہاد کی تعریف کیجئے ؟

5۔ جہا د کے بارے یاں کوئی آیت پیش کیجئے ؟

درس نمبر 20

(امر بالمعروف و نہی عن المنکر)

اسلام کے واجبات میں سے ای امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے ، ترویج اسلام و تبلیغ احکام میں کوشش رنا لوگوں کو دینی ذمہ داریوں اور اچھے کاموں سے آشنائی رانا تمام مسلمانوں پر وا. ہے اگر ں کو دیکھے کہ اپنے وظیفہ پر عمل پیرا نہیں ہے تو اس کو انجام دینے کے لئے آمادہ رے اس کام کو امر بالمعروف کہتے ہیں ۔

نکرات (خدا کی نع ردہ چیزیں) سے لوگوں کو نع رنا بھی اسلام کے واجبات میں سے ہے ، اور وا. ہے کہ مسلمان فساد ، ظلم و ستم کے خلاف جنگ رے اور برے و گندے کاموں سے روکے اگر ں کو دیکھے کہ اسلام جن کاموں سے نع کیا ہے یہ ان کاموں (نکرات) کو انجام دے رہا ہے تو اس کام کے برے ہو کی طرف اس کی توجہ دلائے ، جس حد ممکن ہوسکے اس کو برے کاموں سے روکے اس کام کو نہی از نکر کہتے ہیں۔

لہذا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اسلام کی بڑی ذمہ داریوں میں سے ای ذمہ داری ہے اگر اس وظیفہ پر عمل ہونا شروع جائے تو اسلام کا کوئی بھی قانون بلا عمل باقی نہ رہے، تمام مسلمانوں پر وا. ہے کہ ای دوسرے کا خیال رکھیں نیز دین اسلام کے قوانین کا ہر طرح سے دفاع اور اس کی حفاظت اور رائج ر میں کوشش ریں ، تاکہ اس کے فائدے سے تمام افراد بہرہ ند ہوسکیں ، ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ خود نی کام کو انجام دے اور لوگوں کو بھی نی کام پر آمادہ رے ، خود بھی برے اور گندے

کاموں سے دوری رے اور دوسروں کو بھی محرّمات الٰہی سے رو کے ۔ ارشاد ہوتا ہے : (کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ اُخرِجَت لِلنَّاسِ تَامُرُونَ بِالمَعرُوفِ وَتَنھَونَ عَنِ المُنکَرِ وَتُؤمِنُونَ بِاللّٰہِ)تم کیا اچھے گروہ ہو کہ لوگوں کی ہدایت کے واسطے پیدا کئے گئے تم لوگوں کو اچھے کام کا حکم رتے اور برے کاموں سے روکتے ہو اور خدا پر ایمان رکھتے ہو (1)

اور ای مقام پر ارشاد ہوتا ہے :(وَلتَکُن مِنکُم اُمَّۃ یَدعُونَ اِلَی الخَیرِ وَیَامُرُونَ بِالمَعرُوفِ وَیَنھَونَ عَنِ المُنکَرِ) اور تم میں سے ای گروہ(ایسے لوگوں کا بھی) تو ہونا چاہیے جو (لوگوں کو) نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کا حکم اور برے کاموں سے روکے۔(2)

حضرت امام لی رضا فرماتے ہیں : امر بالمعروف نہی از نکر رو اگر تم اس فرض پر عمل نہیں کیا تو اشرار تم پر مسلط ہوجائیں ے اس وقت اچھے لوگ جس قدر بھی د ائیں ریں اور ان کے ظلم و ستم پر گریہ ریں توبھی ان کی د ا قبول نہیں کی جائے گی ۔(3)

امر بالمعروف اور نہی از نکر کے چند مراحل ہیں :

پہلا مرح ہ : زبان سے نرمی کے ساتھ اس کام کی اچھائی یا برائی اس شخ کے لئے ثابت کی جائے اور ن یحت و موعظہ کی صورت میں اس سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ اس کام کو نہ رے یا برے کام کو چ وڑ دے ۔

دوسرا مرح ہ : اگر زبان سے موعظہ و ن یحت اسے کوئی ائدہ نہ پہنچائے تو سختی اور غصہ

----

(1)۔ آل عمران (3) آیت 110 ۔ (2)۔ آل عمران (3)آیت 104 ۔

(3)۔ وسائل الشیعہ ،ج11، ص 394

دوسرا مرحلہ : اگر زبان سے موعظہ و نصیحت اسے کوئی فائدہ نہ پہنچائے تو سختی اور غصہ سے، برے کام سے روکا جائے ۔

تیسرا مرحلہ : سختی و غصہ کی وجہ سے بھی اگر اس پر اثر نہ ہو تو جس حد تک ، قدرت رکھتا ہو یا جس وسیلہ و طریقہ سے ممکن ہو اسے برے کام سے منع کرے ۔

چوتھا مرحلہ : اگر اس کے باوجود بھی اس کو گناہ سے نہ روک سکے تو تمام لوگوں کو چاہیے اس سے اس طرح اظہار نفرت کریں کہ اس کو احساس ہوجائے کہ تمام لوگ اس کے مخالف اور اس سے متنفر ہیں ۔

سوالات:

1۔ امر بالمعروف و نہی از منکر سے کیا مراد ہے ؟

2۔ امر بالمعروف و نہی از منکر سے متعلق قرآن کی کوئی آیت پیش کریں ؟

3۔ حضرت امام علی رضاؑ امر بالمعروف و نہی از منکر سے متعلق کیا ارشاد فرماتے ہیں ؟

4۔امر بالمعروف و نہی از منکر کے مراحل بیان کیجئے ؟

حصہ وم

(اخلاق)

درس نمبر 21

(اخلاق)

پروردگار ام اور اس کے رسول کی محبت کے حصول کا بہترین ذریعہ اخلاق حسنہ کو اپنانا ہے ۔ چونکہ خدا کے نزدیک اس کا محبوب بندہ و ہ ہے کہ جس کا اخلاق سب سے زیادہ بہتر ہو ، اخلاق ، انسان کا ا لی جوہر اور حیوان اور انسان میں وجہ امتیاز ہے ، دنیا اور آخرت میں انسان کی کا یابی کا ں حد دارومدار اخلاق حسنہ پر ہی ہے انسان اپنی انفرادی یا اجتماعی حیثیت میں اس کے بغیر کا یاب نہیں ہوسکتا ۔ انسانی زندگی کا کوئی بھی شعبہ ایسا نہیں ہے جس میں بنیادی اخلاقیات کی ضرورت نہ ہو ، کوئی بھی مذہب ، تہذیب اور معاشرہ ایسا نہیں جسے اپنے وجود میں اخلاقیات کی ضرورت نہ ہو۔ایک مسلمان کی حیثیت سے دیکھیں تو اخلاق کی پختگی کے ساتھ ہم سرے سے اسلامی زندگی کا تصور نہیں رسکتے ، مسلمان تو بنایا ہی ا ں لئے گیاہے کہ اس کی ذات سے دنیا میں اخلاق کا چراغ روشن رہے ۔ آئمہ اطہرین علیہم السلام ہمیں ہر مقام پر اخلاق کے دامن کو پکڑے رہنے کا طریقہ سکھایاہے ،دراصل اچھے اور برے صفات کو اخلاق کہتے ہیں :

اچھے صفات : ان صفات کو کہا جاتا ہے جو انسان کی افضلیت و کمال کا باعث بنیں ، جیسے عدالت ، تواضع ، خدا پر بھروسہ ، برد باری ، لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ رنا ، سچ بولنا ، امانتداری ،خدا کی مرضی پر راضی رہنا ، خدا کا شکر ، قناعت ، سخاوت ، بہادری ، دین میں غیرت ، ناموس میں غیرت ، کرم ، والدین کے ساتھ احسان ، پڑوسیوں سے اچھا

برتاؤ ، لوگوں کے ساتھ یل محبت ، الہ ٖ سے محبت رکھنا ، ان تمام صفات کاحصول ہر مسلمان پر وا. ہے ۔

برے صفات : ان صفات کو کہتے ہیں جو انسان کی پُ تی اور ذلت کا سبب واقع ہوتے ہیں جیسے تںبر (اپنے کےو بےڑا سمجھنا) خود پسندی ، ظلم و ستم ، الہ ٖ پر بھروسہ نہ رکھنا ، لوگوں کو پُ ت شمار رنا ، لوگونکا برا چاہنا ، خدا سے راضی نہ رہنا ، کینہ و حسد ، ناشکری ، چغلخوری ، غ ب رنا ، غصہ رنا ، لالچ ، جس چیز کا حق نہیں اس کی خواہ رنا ، طمع ، کنجو ں ، دیکھاوے کےے لےئے کام رنا ، نافقت ، دوسرے کے مال میں خیانت ، فضول خرچی رنا ، دین اور ناموس میں بے حیائی ، بے غیرتی ، ٖ ر م کا تےرک رنا ، والدین کو اذیت و رنج پہنچانا ، پڑوسیوں کو تن رنا ، لوگوں کے ساتھ برا سلوک ،بد گوئی ، چاپلو ں ، ٭ ب کی خواہ ، عیےب تلاش رنا ، اُ ی خواہ وغیرہ

ہر مسلمان کیلئے بری خصلتو ںسے پرہیز کرنا ضروری ہے

اخلاقیات ، دین اسلام کا ای اہم جز ہے اور اسلام اخلاقی مسائل پر بہت توجہ دی ہے ، حضرت رسول(ص) خدا نفس کےے ساتھ جہاد (جن) ر کو سب سے بڑا جہاد کہا ہے [1] آنحضرت (ص) فرمایا : میں ںعوث برسالت ہوا ہوں تاکہ اچھےے اخےلاق کی تکمیل روں [2] کیونکہ انسان کے تمام کام خود اس کے نفس ہی سے صادر ہوتے ہیں اس لئے سب سے پہلے اس کی اصلاح اورا سے پاک ر کی کوشش رے ۔

---

(1)۔ وسائل الشیعہ، کتاب اجہاد، ص 122 ۔ (2)۔ المحجۃ البیضاء، فیض کاشانی، ج2،ص 312 ۔

والات:

1۔ اخلاق کی تعریف کیجئے ؟

2۔ اچھے صفات کسے کہتے ہیں ؟

3۔ برے صفات کی تعریف کیجئے ؟

درس نمبر22

(ایمان اور عمل میں اخلاص)

اخلاص سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے ہر کام کو چاہے وہ عبادی ہو یا عملی ، ظاہری ہو یا باطنی،روحانی ہو یا مادی،دینی ہو یا دنیاوی سب کے سب صرف خدا کے لئے انجام دے ۔جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان نفسانی خواہشات ، مال و دولت کے حصول،شہرت و عزت،لالچ وحرص کے لئے کوئی کام نہیں کرتا۔ اخلاص تلوار کے مانند ہے کہ جو بھی رکاوٹ اس کے سامنے آتی ہے وہ اس کو کاٹ کر پھینک دیتی ہے۔قرآن میں لفظ اخلاص کا استعمال تو نہیں ہوا ہے لیکن اس کے مشتقات قرآن میں بار بار استعمال ہوئے ہیں جو اخلاص کی اہمیت کو بتانے کے لئے کافی ہیں۔ارشاد رب العزت ہے ۔(وَمَآ اُمِرُوْآ اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ- حُنَفَآئَ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوالزَّکٰوۃَ وَذٰلِکَ دِیْنُ الْقَیِّمَۃ)[1]

"اور انہیں صرف اس بات کا حکم دیا گیا تھا کہ خدا کی عبادت کریں اور اس عبادت کو ا ن کے لئے خاص رکھیں اور نماز قائم کریں اور زکاۃ ادا کریں اور یہی سچا اور مستحکم دین ہے۔"

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا : (وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ٭اِلَّاعِبَادَاللّٰہِ الْمُخْلَصِیْنَ٭)[2]

---

(1)سورہ بینہ ،آیت 5 (2)سورہ صافات ،آیت 40،39

" اور تمہیں تمہارے اعمال کے مطابؒ ہی بدلہ دیا جائے گاعلاوہ الہ ٰ کے مخلؒ بندوں کے کہ ان کے لئے معین رزق ہے۔"

اں طرح سے قرآن ریا اور شرک کی سخت الفاظ میں مذمت کی ہے اورشرک کو گناہ عظیم قرار دیا ہے پس ہمیں یہ جان لینا چاہئے کہ اخلاص کا نہ ہونا بھی ای طرح کا شرک شمار ہوتا ہے اور ایسا نہ ہو کہ ہم دکھاوے کے لئے عمل کرتے رہیں اور شرک کے مرتکب ہوتے رہیں ۔اگر ہم نماز کے لئے اںن جہ ٰ کا انتخاب ریں کہ لوگ ہمیں دیکھیں اور بہت نمازی سمجھیں یا نماز اول وقت پڑ یں تاکہ لوگ ہماری طرف توجہ ہوں یا نماز کو لوگوں کو سنا کے لئے بہت ہی بنا ر اور اس انداز میں پڑ یں کہ ہم بہت بڑے تاری ہیں تو یہ سب عمل ریا کاری شمار ہوتے ہیں اور نماز کے بطلان کے ساتھ ساتھ گناہ کا بھی باعث ہوتے ہیں۔یہ سب باتیں ساری عبادات پرلاگو ہوتی ہیں یعنی ہر وہ عمل جو غیر خدا کو توجہ ر کے لئے کیا جائے وہ با ل ہے اور گناہ کا باعث ہے۔

ارشاد ہوتا ہے : (وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَه' قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا)[1]

"اور جو لوگ اپنے اموال کو لوگوں کو دکھا کے لئے خرچ رتے ہیں اور الہ ٰ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ جس کا شیطان ساتھی ہو جائے وہ بدترین ساتھی ہے۔ "

اگر قرآن ریا اور دکھاوے کی سخت الفاظ میں مذمت ر رہا ہے تو دوسری طرف اخلاص کے ساتھ راہ خدا میں خرچ ر والوں کو بھی بشارت دے رہا ہے کہ انہوںنے جو بھی

----

(1) سورہ نساء آیت 38

راہ خدا میں خرچ کیا ہے خداوند انکو اس کا دگنا اجر عطا رے گا۔ارشاد ہوتا ہے :

(مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فَیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کَمَثَلِ حَبَّةٍ امنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنمبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ- وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآئُ- وَاللّٰهُ وَاسِع عَلِیْم)(1)

"جو لوگ راہ خدا میں اپنے اموال خرچ رتے ہیں ان کے عمل کی ثال اس دانہ کی ہے جس سے سات بالیاں پیدا ہوں اور پھر ہر بالی میں سوسو دا ہوں اور خدا جس کو چاہتا ہے اضافہ بھی ر دیتا ہے ۔ "

اگر ہم خداوند ام کے م و قدرت کی طرف توجہ رہیں اور یہ جان لیں کہ ساری عزت اور قدرت ،ال و دولت ، رزق و روزی خداوند ام کے ہاتھ میں ہے تو ہم ہرگز عزت و قدرت اور مال و دولت کے حاصل ر کے لئے غیر کے سامنے سرنگوں نہیں ہو نے،اور ہم اس طرف بھی توجہ رہیں کہ ہر چیز اں کے حکم سے خلا ہوتی ہے اور اس کے حکم سے فنا ہوتی ہے،حضرت مریم کے لئے سوکھے پیڑ سے کجور پیدا ر والا وہی ہے اور حضرت ابراہیم کے لئے آگ کو گلزار ر والا بھی وہی ہے تو ہم ں دوسرے کے سامنے ہاتھ نہیں پھلائیں ے ۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ ہم زبان سے تو اس کے خال و اور، ام و رازق ہو کا اقرار رتے ہیں لیکن عمل میں اس سے کوسوں دور ہیں ۔

روایات میں بھی اخلاص کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے ۔

حضرت امام لی لیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ:افضل ترین عمل وہ ہے جو صرف خدا

----

(1)سورہ بقرہ ،آیت 261

کے لئے انجام دیا جائے ۔[1]

امام باقر لیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ:اگر کوئی چالیس دن ۔ اپنے عمل میں اخلاص تائم رکھے تواس کے قـب و زبـان سے حکمت کے چشمے جاری ہو جاتے ہیں۔[2]

نیز حضرت امام صادق لیہ السلام سے ـول ہے : اگر مومن اپنے کو صرف خدا کے لئے مخصوص ر ے تو خداوندـراس کـو ا ـس قدرت عطا رتا ہے کہ جس کے ذریعہ سے اس کی ہیبت سبھی پر اری ہو جاتی ہے حتی کہ حشرات اور درندے بھـی اس سے ڈرتے ہیں اور کوئی بھی اس کو نـصان پہنچا کی جرئت نہیں رتاہے۔[3]

والات:

1۔ اخلاص سے کیا مراد ہے؟

2۔اخلاص کے بارے میں قرآن کی کوئی آیت بیان کیجئے ؟

3۔ریا کاری سے کیا مراد ہے اور قرآن اس کی کس طرح مذمت کی ہے ؟

4۔ اخلاص کے بارے میں امام باقر لیہ السلام کیا ارشاد فرماتے ہیں ؟

----

(1) غرر الحکم (2) الکافی (3) کنز العمال

درس نمبر 23

(ماہ رمضان اور روزہ)

ماہ رمضان المبارک رحمت و فضیت کا مہینہ ہے رمضان المبارک کی خاص فضیت یہ ہے کہ اس میں عظیم ترین آسمانی کتاب قرآن کریم کا نزول ہواہے اورصرف ای مہینہ کا نام قرآن مجید میں ذکر ہوا ہے یہ وہ با برکت مہینہ ہے جس میں مسلمان خود کو معبود بر کی بارگاہ میں پاتے ہیں اور ای کے حکم کے مطابق روزہ کے ذریعہ سے اپنے اندر تقوی اور پرہیزگاری کی راہ ہموار کرتے ہیں ۔روزہ کی اہمیت خداوند ام کے نزدیک اتنی زیادہ ہے کہ خداوند ام حدیث قدسی میں ارشاد فرما رہا ہے:روزہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کا اجر دوں گا۔یعنی خداوند تعالی اس کے ثواب کو براہ راست عطا کرتا ہے۔ (1)

قرآن کی نظر میں روزہ:

(یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْن)"اے صاحبان ایمان تمہارے اوپر روزے ای طرح لکھ دئے گئے ہیں جس طرح تمہارے پہلے والوں پر لکھے گئے تھے شاید تم ای طرح متقی بن جاؤ۔"(2)

پھر ارشاد ہوتا ہے :

(اَیَّامًا مَعْدُوْدٰتٍ- فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَرِیْضًا اَوْعَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ-

----

(1)وسائل الشیعہ ،(2)سورہ بقرہ آیت183

(اَیَّامًا مَعْدُوْدٰتٍ- فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَرِیْضًا اَوْعَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّة مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ- وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَه'فِدْیَة طَعَامُ مِسْکِیْنٍ- فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَهُوَ خَیْر لَّه'- وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرلَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ)[1]

" یہ روزے صرف چند دن کے ہیں لیکن اس کے بعد بھی اگر کوئی شخ مریض ہے یا سفر میں ہے تو ا تنے ہس دن دوسرے زما میں (روزے) رھ ے گا اور جو لوگ صرف شدت اور مشقت کی بنا پر روزے نہیں رھ سکتے ہیں وہ ای مسکین کو کھانا کھلا دیں اور اگر اپنی طرف سے زیادہ نیکی ر دیں تو اور بہتر ہے ،لیکن روزہ رکھنا بہر حال تمہارے میں بہتر ہے اگر تم صاحبان م و خبر ہو۔"

روزہ روایات کی نظر میں :

×حضرت رسول ا رم لی الہ ر لیہ و آلہ و سم کا ارشاد گرامی ہے :یہ وہ مہینہ ہے جو خدا وند ام کی نظر میں دیگر تمام مہینوں سے افضل ہے ،نگاہ الٰہی میں اس مہینہ کی تمام راتوں کو بہترین رات ،تمام دنوں کو بہترین دن اور تمام لمحات کو بہترین لمحوں کی حیثیت حاصل ہے جس میں تمہیں لطف رامت خداوندی سے مالا مال کیا گیا ہے ۔ اس مہینہ میں تمہاری ہر سانس تبیح و ذ ر الٰہی کا ثواب رکھتی ہے اور تمہاری نیند کو بھی عبادت و بندگئ معبود کا اجر حاصل ہے ۔ [2]

×حضرت امام لی لیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے: ماہ بارک رمضان میں روزہ عذاب الٰہی سے نجات کا باعث ہوتا ہے۔ [3]

سورہ بقرہ آیت 184(2)(فضائل الاشہر الثلاثہ ،شیخ صدوق ،(3)نہج البلاغہ

×حضرت امام جعفر صادق لیہ السلام فرمایا ہے: کہ روزہ کی تکمیل زکو فطرہ کی ادائیگی سے ہوتی ہے جس طرح کہ نماز کی تکمیل پیغمبر ا رم لی اللہ لیہ و آلہ و سلم پر درود سلام بھیجنے سے ہوتی ہے۔

روزہ وہ بہترین عبادت ہے جسے پرور دگار استعانت کا ذریعہ قرار دیا ہے اور آل محمد مشکلات میں ان زریعہ سے کام لیا ہے ،یہ روزہ ہی کی برکت تھی کہ . بیماری کے موقع پر آل محمد لیہم السلام روزہ کی نذر ر لی اور وفائے نذر میں روزے رھ لئے تو پرور دگار پورا سورہ دہر نازل ر دیا۔آل محمد کو ماننے والے ن حال میں روزہ سے غافل نہیں ہو سکتے ،اور صرف ماہ رمضان میں ہی نہیں بلکہ جملہ مشکلات میں روزہ کو سہارا بنائیں ۔

آخر میں ہم بارگاہ معبود میں دعا گو ہیں کہ ہمیں اس با برکت مہینہ کی نعمتوں سے بھرپور استفادہ ر کی توفیق عطا فرمائے ،ہمارے دلوں کو اس کے لئے آمادہ ردے کہ ہم حقیقی معنوں میں اس کی بندگی ر سکیں اور اپنے قلوب کو گناہ و معاصیت سے دور رھ سکیں الہی اس با برکت مہینہ کو ہماری مغفرت کاوسیلہ قرار دے ۔ آمین یا رب العالمین۔

والات:

1۔روزہ کے بارے میں قرآن سے کوئی آیت بیان کیجئے ؟

2۔حضرت رسول ا رم (ص) ماہ رمضان کی فضیل کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے؟ 3۔حضرت امام جعفر صادق لیہ السلام کس نظر میں روزہ کی تکمیل کس چیز سے ہوتی ہے ۔؟

---

(1)وسائل الشیعہ (2)تفسیر قرآن علامہ جوادی

درس نمبر 24

(انفاق اور صدقہ)

راہ خدا میں خرچ کرنا

احکامات اسلامی میں سے ای حکم کہ جس کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے وہ انفاق ،صدقہ دینا یعنی راہ خدا میں خرچ رنا ہے اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ قرآن مجید بہت ں آیتوں میں اس امر کی جانب اشارہ کیاہے اور اس امر کے انجام دینے کی تاکید فرمائی ہے جیسا کہ قرآن مجید کی ابتدائی آیات ہی میں خداوند ام پرہیز گاروں کی ای صفت" انفاق" کو قرار دے رہا ہے ارشاد الٰہی ہوتا ہے"اس کتاب میں ں قسم کے ش و شبہ کی گنجائش نہیں ہے یہ پرہیزگاروں کے لئے راہنما ہے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور پابندی سے نماز ادا رتے ہیں اور جو کچھ ہم ان کو دیا ہے اس میں سے راہ خدا میں خرچ رتے ہیں[1]

روایات میں بھی صدقہ دینے اور راہ خدا میں خرچ ر کی بہت زیادہ تاکید ہوئی ہے اور اس کے بہت زیادہ فائدے بیان کئے گئے ہیں۔پیغمبر ا رم کاارشادہے :صدقہ شیطان کی کمر کو توڑ دیتا ہے۔[2]

حضرت امام جعفر صادق(ع) ارشاد فرمایا:پیغمبر ا رم ارشاد فرمایا:لوگ تین گروہ میں تقسیم ہو گئے ہیں کچھ لوگ محتاج ہیں ،کچھ لوگ انفاق رتے ہیں اور راہ خدا

----

(1) سورہ بقرہ آیت 2۔3 (2)سفینۃ ابحار

میں خرچ رتے ہیں ،اور کچھ لوگ راہ خدا میں خرچ ر سے خودداری رتے ہیں ،انمیں سے بہترین وہ ہیں جو انفاق رتے ہےیں

۔

صدقہ و خیرات د ینے آداب:

× . بھی آپ کے ذ ن میں راہ خدا میں خرچ ر اور صدقہ دینے کا خیال آئے تو آپ جلد سے جلد اس کام کو انجےام دیےں کیونکہ شیطان آپ کو ب ِکا سکتا ہے۔جبکہ صدقہ شیطان کو آپ سے دور رتا ہے ۔

×فضیت واے دنوں مانند روز جمعہ،روز عید غدیر،ایام ولادت ائمہ ؑ صومین ،ماہ ذی ا جہ،ماہ رمضان میں صدقہ دینا چاہئے۔جیسا کہ ۔ امےام صادق لیہ السلام فرماتے ہیں : یرے والد ہمیشہ روز جمعہ صدقہ دیتے تھے اور فرماتے تھے روز جمعہ صدقہ دینے کی اہمیت زیادہ ہے کیونکہ روز جمعہ دوسرے ایام پر برتری رکھتا ہے۔[1]

× جو کچھ بھی انفاق ریں یا صدقہ دیں وہ بہترین مال یا بہترین چیزوں میں سے ہو ۔جیسا کہ خداوند ےام کا ارشےاد ہے"اے ایمےان والو پنی پاک کمائی اور ان چیزوں میں سے جو ہم تمہارے لئے زمین سے پیدا کی ہیں خداکی راہ میں خرچ رو اور برے مال کو خےدا کی راہ میندینے کا قصد بھی نہ رو[2]

×صدقہ دینے کے بعد ن پر احسان نہیں جتا نا چاہیے ورنہ ہم کو اس کا کوئی ئادہ نہیں پہنچے گاجیسا کہ ارشاد الہی ہو رہےا ہے"اے صاحبان ایمان پنی خیرات کو احسان جتا اور سائل کو ایذا دینے کی وجہ سے اس شخ کی طرح اکارت مت رو جو پنا مال محض

----

(1) بحارالانوار(2) سورہ بقرہ

لوگوں کے دکھا کے واسطے خرچ رتا ہے اور خدا و روز قیامت پر ایمان نہیں رکھتا،تو اس کی خیرات کی ثل اس چکنی چٹان کس ن ہے جس پر کچھ خاک پڑی ہوئی ہو پھر اس پر زورو شور کا پانی برسے اور اس مٹی کوبہا ر چکناچپڑا چ‍وڑ جائے ا س‍ی ط‍رح ری‍ا کار افرادپنی اس خیرات یا اسکے ثواب میں سے جو انہوںنے کی ہے ن چیز پر قبضہ نہیں پائیں ے۔۔۔"[1]

ا ن طرح رسول ا رم لی الہ لیہ و آلہ وسّم کا ارشاد گرامی ہے:"جو شخ اپنے مومن بھائی کے ساتھ نیکی رتا ہے اور پھ‍ر اس پر احسان جتاتا ہے تو خداوند اس کے اس عمل کو ساقط ر دیتا ہے" یعنی قبول نہیں رتا ہے۔

×مُ تح کی مدد رتے وقت اس بات کا خیال رکھیں کہ آ پ کے اس عمل سے اس کی ذلت نہ ہو ،جو کچھ بھ‍ی دی‍ں اس ط‍رح دیں کہ جیسے آپ ن کو ہدیہ دے رہے ہیں ۔ کوشش ریں کہ سائل کو آپ کے دروازے پر آنا نہ پڑے بک‍ہ آپ خ‍ود اس کے دروازے پر جا ر اس کی مدد ریں۔"اسحاق بن عمار کا بیان ہے : امام صادق لیہ السلام مجھ سے سوال کیا اے اسحاق!اپنی زکوہ کے مال کو کس طرح ادا رتے ہو ؟اسحاق کہا :لوگ یرے گھر پر آتے ہیں اور زکوہ کا مال ے جاتے ہیں ۔ حض‍رت فرمای‍ا اے اسحاق یری نظر میں تم ان کو ذلیل و رسوا کیا ہے ۔۔۔"[2]

×جو کچھ بھی راہ خدا میں خرچ رے اس کو اہمیت نہ دے اور یہ نہ سوچے کہ اس اس عمل سے خدا کو راضی ‍ر لی‍ا ہے کیونکہ یہ امر باعث غرور ہوگا اور غرور اجر کو ضائع ر دیتا ہے

----

(1)سورہ بقرہ ،(2)وسائل الشیعہ

× اگر قدرت رکھتا ہے تو اس قدر فقیر کو عطا رے کہ اس کی مشل حل ہو جائے اور اس کو در در بھٹکنا نہ پڑے۔

× یہ کہ انفاق و صدقہ دیتے وقت تواضع اور انسماری سے پیش آئیں اور فقیر کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھیں ۔امام محمد باقر لیہ السلام فرمایا: سائل کو حقارت اور خفت کے ساتھ نہ پکارو اور اس کو بہترین طریقہ سے پکارو

×سائل کو اس کے سوال ر سے پہلے عطا رنا چاہئے ۔کیونکہ سوال ر کے بعد جو عطا کیا جاتا ہے وہ سائل کی عزت و آبرو کی قیمت کے مانند ہے۔[1]

× بھی آپ فقیر کو کچھ عطا ریں اس سے طب د ا ریں کیونکہ فقیر کی د ا اس کے میں مستجاب ہوتی ہے۔امام جعفر صادق لیہ السلام فرمایا :". کس فقیر کی مدد رو تو اس سے طب د ا رو کیونکہ اس کی د ا تمہارے - میں مستجاب ہوتی ہے"[2]

صدقہ و خیرات کے آداب:

×جس چیز کی ضرورت نہیں ہے اس کا سوال نہ رے اور جو کچھ بھی ے اس میں اسراف نہ رے اور اپنی ضرورت کے مطابق ہی ے۔

× بھی کچھ ملے تو خدا کا شکر ادا رے اور خیرات ر وا ے کا پہچا اور اس کے لئے د ا رے۔

×جتنی مقدار میں بھی اس کو دیا جائے اس کو کم شمار نہ رے اور دینے وا ے کی مذمت نہ رے ۔

----

(1)وسائل الشیعہ،(2)فروع کافی

×جو لوگ حرام و حلال کا پاس نہیں رتے ان سے کچھ نہ ے۔

×سب کے سامنے سوال ر سے پرہیز رنا چاہئے ۔

×جو کچھ بھی ملے اس کا اظہار نہ رے تاکہ اس کی آبرو باقی رہے مگر یہ کہ اظہار کی غرض شکر گزاری ہو۔

صدقہ دینے کے ائدے:

× غ ب خداوندی کوخاموش رتا ہے:-حضرت رسول ا رم لی الہ لیہ و آلہ و سم کا ارشاد گرامی ہے کہ :صدقہ دینے سے غ ب خداوندی سے نجات ملتی ہے۔[1]

×مریض کی شفاکا باعث ہوتا ہے:-حضرت رسول ا رم لی الہ لیہ و آلہ و سم کا ارشاد گرامی ہے کہ :اپنے مریضو نکاعلاج صدقہ کے ذریعہ سے رو۔

ی شخ امام مو ی کا م لیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی پریشانیوں کو بیان کیا کہ یر خاندان میں دس افرد ہیں اور وہ سب کے سب مریض ہو گئے ہیں ،آپ فرمایا ان کا علاج صدقہ دینے سے روکیونکہ کو ئی چیز صدقہ سے زیادہ ائدہ نہیں پہنچاتی یرے نزدی مریض کے لئے صدقہ سے زیادہ ائدہ ند کوئی چیز نہیں ہے۔

×روزی حاصل ہوتی ہے:-حضرت رسول ا رم لی الہ لیہ و آلہ و سم کا ارشاد گرامی ہے کہ :صدقہ کے ذریعہ اپنی روزی حاصل رو۔

×فقر کو برطرف رتا ہے:-حضرت امام ج فر صادق لیہ السلام اپنے فرزند مح رسے سوال کیا کہ نان و ن قہ میں سے کتنا اضافی مال تمہارے پاس ہے فرمایا 40 دینار

----

(1)معراج السعادہ،

امام(ع) فرمایا اس کو صدقہ میں دے دو محر ر فرمایا ان کے علاوہ یرے پاس کچھ نہیں ہے ،امام (ع) فرمایا:کیا تم نہیں سنا ہے کہ ہر چیز کے لئے ای کنجی ہے اور روزی کی کنجی صدقہ ہے۔

حضرت امام محر رباقر لیہ السلام فرماتے ہیں: نیکی ر اور صدقہ دینے سے فقر دور ہوتا ہے۔

×طول عمر کا باعث ہوتا ہے:-حضرت امام محر رباقر لیہ السلام فرماتے ہیں: صدقہ عمر کے طولانی ہو کا باعث ہوتا ہے۔

× بری اور ناگہانی موت سے بچاتا ہے:-حضرت رسول ا رم لی الہ ہ لیہ و آلہ و سم کاارشادہے : صدقہ بری اور ناگہانی م-وت سے مانع ہوتا ہے۔

×گناہوں کو ختم رتا ہے:-حضرت امام ج فر صادق لیہ السلام کا ارشاد ہے :کہ رات میں صدقہ دینا غ-ب الہی سے نج-ات کا باع-ث ہوتا ہے اور گناہان کبیرہ کو بھی ختم رتا ہے۔

× قیامت کے حساب و کتاب کو آسان بناتا ہے:-حضرت ابو عبدالہ ہ امام ج فر صادق لیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے :کہ ص-رقہ د یےنے سے روز قیامت کے حساب و کتاب میں آسانی ہوجاتی ہے۔

× ایام کی نحوست کو برطرف رتا ہے:-حضرت امام ج فر صادق لیہ السلام کا ارشاد ہے :کہ ہر وہ شخ جو کہ صدقہ کے س-اتھ دن کی شرو ات رے گا تو خداوند ام اس دن کی نحوست اور برائیوں کو اس سے دور ر دیگا۔ (1)

----

(1)بحار الانوار،

×شہرونکو آباد رتاہے:-حضرت رسول ا رم لی اللہ لیہ و آلہ و سلم   ارشاد فرمایاہے : صدقہ دینے اور ، ر م سے شہر آباد ہوتے ہیں۔

× صدقہ بغیر واسطہ کے خداوند ام تک پہنچتا ہے:حضرت امام ج فر صادق لیہ السلام   ارشاد فرمایا:ہر چیز کے حصول کے لئے خداوند ام   ہ   کو قراردیاہے مگر صدقہ سیدھے خداوند کے ہاتھوں میں جاتاہے۔ بحار الانوار،

× شر و بدی کے ستر درونکو بند رتا ہے:-حضرت رسول ا رم لی اللہ لیہ و آلہ و سلم کاارشاد ہے: کہ صدقہ دینے سے شر و بدی کے ستر باب بند ہوجاتے ہیں۔یعنی صدقہ انسان کی حفاظت رتا ہے۔

× قرض کی ادائیگی کا باعث ہوتا ہے:-حضرت امام ج فر صادق لیہ السلام   فرمایا:صدقہ انسان کے قرض کو ادا رتاہے ۔

×قضاالہی کو برطرف رتا ہے:-حضرت اما م لی لیہ السلام   فرمایا: صدقہ قضاآسمانی کو برطرف رتا ہے

× مش لات کو حل رتا ہے:-حضرت امام ج فر صادق لیہ السلام   یہ بھی فرمایا:اگر تمہارے لئے کوئی مش ل پیش آئے تو کوئی چیز صدقہ کے عنوان سے جو پہلافقیر تم کو ملے اسے دے دو خداوند ام تم سے اس مش ل کو دور فرمادیگا۔

×پاداش اخروی کا باعث ہوتا ہے:-حضرت رسول ا رم لی اللہ لیہ و آلہ و سلم   ارشاد فرمایا : جو بھی صدقہ دیتا ہے تو خداوند ام ہر درہم کے مقابلہ میں کو ہ احد کے برابر جنت میں اس کو اجر عطا رے گا۔[1]

----

(1)بحار الانوار

×شیطان کی کمر کو شکستہ کرتا ہے:-حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ارشاد فرمایا: کہ صدقہ شیطان کی کمر کو توڑ دیتا ہے یعنی شیطان کو بے بس کر دیتا ہے[1]

× موت کی تاخیر کا باعث ہوتا ہے:-حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرمایا:اے" میسر" کئی بار تمہاری موت کا وقت قریب آیا لیکن خداوند عالم صدقہ کی بنا پر اس کو تم سے دور کردیا ۔

×قیامت کی گرمی میں سائبان ہے:-حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ارشاد فرمایا: قیامت کی زمین آفتاب کی تپش سے جل رہی ہوگی لیکن مومن کے اوپر سائبان ہوگا کیونکہ اس جو صدقہ دنیا مین دیا ہو گا وہ سائبان کی شکل میںگرمی سے اس کی حفاظت کرے گا۔

× زیادتی مال کا باعث ہوتا ہے:-حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کاارشاد ہے : کہ صدقہ دو کیونکہ صدقہ دینے سے مال میں اضافہ ہوتا ہے۔ [2]

× جزام اور برص کے مرض سے انسان کو نجات دیتاہے:-صدقہ سترطرح کی بلاں سے انسان کو نجات بخشتا ہے جن میں سے جزام اور برص قابل ذکر ہیں[3]

×بہترین ذخیرہ ہے:-حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا ارشاد ہے : صدقہ تمہارے لئے بہترین مال اور بہترین ذخیرہ ہے۔

×جہنم کی آگ کے لئے سپر ہے:-حضرت امام علی علیہ السلام فرمایا: صدقہ انسان کو جھنم کی آگ سے بچاتا ہے۔ [4]

×محافظ ایمان ہے:-حضرت امام علی علیہ السلام فرمایا:اپنے ایمان کی حفاظت

---

(1) سفینۃالبحار(2) بحار الانوار (3) کنز العمال (4)وسائل الشیعہ

صدقہ کے ذریعہ رو۔[1]صدقہ دینے کے بہت سے ائدے روایات میں ذ ر ہوئے ہیں جن کا شمار اختصار کی بنا پر نہیں کیا گیاہے،بعض فوائد یہ ہیں: حیوانات اور درندوں کے شر سے بچاتاہے،انسان کی دولت کی حفاظت رتا ہے،دس راتوں کی مستحب نمازوں سے افضل ہے،ایدہ ند تجارت ہے،خداوند اس کا بدلہ ضرور دیتا ہے۔وغیرہ وغیرہ۔

والات:

1۔صدقہ کی اہمیت کے بارے میں کوئی دو روایات بیان کیجئے ؟

2۔ صدقہ و خیرات دینے کے آداب میں سے کوئی پانچ آداب ذ ر کیجئے ؟

3۔ صدقہ و خیرا ت لینے کے آداب میں سے کوئی پانچ آداب ذ ر کیجئے ؟

4۔صدقہ دینے کے کوئی پانچ ائدے بیان کیجئے؟

----

(1)نہج البلاغہ،حکمت

درس نمبر25

(امان اور امانت داری)

احکام اسلامی میں سے ایک حکم امانت داری ہے ۔کیونکہ ایک مضبوط و سالم معاشرہ کے لئے بنیادی طور پر باہمی اعتماد کا ہونا لازم و ضروری ہے۔اس لئے صرف اس معاشرے کو خوشبخت و سعادت مند سمجھنا چاہئے جس کے افراد کے درمیان مکمل رشتہ اتحاد و اطمینان پایا جاتا ہو ،لیکن اگر معاشرے کے افراد اپنے عمومی فرائض کی سرحدوں کو پار کر لیں اور دوسروں کے حقوق کے ساتھ خیانت کریں تو وہیں سے معاشرے کے زوال کی ابتدا ہو جاتی ہے۔اس لئے قرآن و حدیث میں امانتداری کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ارشاد باری تعالی ہے:"اے ایمان والو! خدا اور رسول اور اپنی امانتوں میں خیانت نہ کرو جبکہ تم جانتے بھی ہو۔[1]

قرآن مومنین کے صفات میں سے ایک صفت "امانت داری "کو قرار دیتے ہوئے فرماتاہے: "اور جو مومنین اپنی امانتوں اور وعدوں کا حافظ رکھنے والے ہیں ۔۔۔ درحقیقت یہی وارثان جنت ہیں[2]

دوسری جگہ ارشاد الہی ہو رہا ہے:"بیشک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے اہل تک پہنچا دو "[3]

---

(1)سورہ انفال (2)سورہ مومنون (3)سورہ نساء

آیت الہ جوادی آملی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں :"لفظ امانت عام ہے وہ مال ہو یا علم یاراز یا احکام دین یا کوئی اورشے جس کو خدا نے بندے کے پاس رکھوادیا ہے اس کا اہل تک پہچانا ضروری ہے اور خیانت کرنا حرام ہے۔ اسی لئے رسول امین ،خدا سے قرآن و اہلبیت(ع)لائے اورامت کے حوالے کر گئے، اپنے ساتھ واپس لے کر نہیں گئے ۔"

لیکن افسوس یہ کہ امت نے اس امانت کا پاس نہیں کیا،کہ آپ اور اسلام کی تمام زحمتوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے آپ کے بعداہلبیت(ع) کے ساتھ ایسا برتا کیا کہ قلم بھی اس کی حکایت کرنے سے قاصر نظر آتا ہے ۔ الا لعنۃ الہ علی الظالمین۔

روایات میں امانت اور امانت داری کی بہت تاکید کی گئی ہے اور خیانت کرنے والے کی سخت الفاظ میں مذمت کی گئی ہے۔

حضرت رسول اکرم صلی الہ علیہ و آلہ و سلم کا ارشاد گرامی ہے:جو بھی امانت میں خیانت کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (1)

دوسری جگہ حضرت رسول اکرم صلی الہ علیہ و آلہ و سلم کا ارشاد گرامی ہے: "جو شخص بھی امانت کا پاس و لحاظ نہیں رکھتا ہے وہ دین بھی نہیں رکھتا ہے۔

حضرت امام علی علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے:"جو شخص امانت دار نہیں ہے اس کا کوئی دین نہیں ہے۔(2)

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ: " فقط لوگوں کے طولانی رکوع اور سجود پر نگاہ نہ کرو کیونکہ ممکن ہے یہ کام وہ عادتا کرتے ہوں اور اگر ترک کریں تو انکے

----

(1)مشکو الانوار،(2)بحار الانوار

لئے باعث ناراحتی ہوگا بکہ لوگوں کی صداقت اور امانت داری پر نگاہ رو۔[1]

چونکہ اسلام میں امانتداری کی بہت زیادہ اہمیت ہے ا ں لئے پیغمبر ا رم لی الہ لیہ و آلہ و سم کی اس پر خاص توجہ تھی اور آپ ع لا اس کا مظاہرہ اس طرح سے فرمایا کہ آپ کا لقب ہی "امین" پڑ گیا حتی کہ مشرکین و فار بھی آپ پر اعتماد رتے تھے اور آپ کو امین جانتے تھے۔جس کے بہت سے نمو ہمیں تاریخ میں ملتے ہیں ،سات ہجری میں . پیغمبر (ص) جانثاروں کے ساتھ خیبر کو فتح ر کے لئے روانہ ہوئے توآپ کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ بہت ہی مشلات کا سا نا رنا پڑا جن میں سے ا غذا کی شدت سے کمی تھی ا ں دوران ا یودی چرواہا جو کہ یہودیوں کی بیڑوںکو چراتا تھا پیغمبر ا رم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول رلیا اس کے ہمراہ بہت ں بیڑیںبھی تھیں جنکو اس پیغمبر ا رم کی خدمت میں پیش کیا لیکن پیغمبر ا رم اس مشل وقت میں کہ جس میں غذا کی شدید کمی تھی کمال صرا ت سے انکار ردیا اور اس سے فرمایا کہ یہ بیڑیںتمہارے پاس دوسروں کی امانت ہیں اور یرے دین میں امانت میں خیانت جائز نہیں ہے تمہارے لئے ضروری ہے کہ ان گوسفندوں کو ان کے مالکان پلٹا ؤ تواس ایسا ہی کیا ۔

پیغمبر ا رم کے اس عمل سے یہ صاف ظاہر ہے کہ انسان چاہے جتنی ہی مشل میں کیوں نہ ہو اسے امانت میں خیانت کا حاصل نہیں ہے چاہے وہ مال جو اس کے نزدی ہے وہ ں غیر مسلم ہی کا کیوں نہ ہو۔جیساکہ حضرت امام صادق لیہ السلام فرمایاہے:تین چیزیں ا ں ہیں کہ خداوند ام ں کو بھی ان سے مخالفت کی اجازت

----

(1)اصول کافی ،

نہیں دی ہے ۔

(1) ادائے امانت:

ہر شخص کے بارے میں چاہے وہ نیکو کار ہو یا بدکار۔

(2) عہد وپیمان کی وفا :

چاہے وہ بدکار ہو یا نیکو کار۔

(3) والدین کے ساتھ نیکی :

چاہے وہ کافر ہوں یا مسلم ،نیکوکار ہوں یا بدکار۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے آج کے معاشرہ میں جو فساد و انحراف پایا جاتا ہے اس کی مختلف علتیں ہیں ۔لیکن . ہم ان علل و اسباب کو تلاش کرتے ہیں جن کی وجہ سے یہ معنوی افلاس ،اخلاق کی پستی،اورروحانی کمزوری ،ہمارے معاشرے میں پیدا ہوئی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس درماندگی اور بدبختی کی سب سے بڑی علت لوگوں کے افکار و عقول اور تمام شعبہ ہائے حیات پر خیانت کا غلبہ ہو جانا ہے ۔یہ بات بدیہی ہے کہ عمومی رفاہت اور فکری سکون صرف امن امان ہی سے حاصل ہو سکتا ہے اور آج کل لوگوں کے اندر جو اضطراب اور فقدان امن امان کا عمومی وجود ہے اس کی علت صرف معاشرہ میں خیانت کا پھوٹ پڑنا ہے۔

البتہ امانت کی مختلف قسمیں ہیں ایک امانت مادی ،کہ جواس مضمون مینہمارا مقصود ہے دوسری امانت، ظاہری ہے جیسے انسان کے اعضائے جسمی ،آنکھ،کان ،ہاتھ ،پیر،اولاد وغیرہ کہ یہ بھی انسان کے پاس خدا کی امانت ہیں اس لئے ہمیں اس بات کا

----

(1)بحارالانوار

خیال رنا چاہئے کہ ہم ان کے ذریعہ سے حرام کام نہ ریں اور انکی حفاظت ریں تاکہ یہ گناہ سے دور رہ سکیں یا امانات باطنی و معنوی مانند نعمت عقل ،نعمت قرآن ،دین و رہبران دین وغیرہ کہ ہم ان کا پایمال نہ ریں اس طرح سے ہماری عقل کہ جس کو اسلام اور مسلمین کے خلاف استعمال نہ ریں ہم اپنی برائی پر پردہ ڈالنے کے لئے قرآن و حدیث کا غلط استعمال نہ ریں ہم اپنی غلط بات کو ثابت ر کے لئے غلط طریقہ سے قرآن و حدیث سے اپنے مقصد کا حکم استخراج ر کے اسلام کو بدنام نہ ریں کیونکہ یہ سب چیزیں امانت میں خیانت شمار ہوتی ہیں اور اسلام اس کی سخت الفاظ میں مذمت کی ہے۔

آخر میں ہم بار گاہ خدا وندی میں اہلبیت لیہم السلام کے وسیہ سے د ا گو ہیں کہ ہمیں امانت داری کی صفت سے آراستہ رتے ہوئے امانت داروں میں شمار رے۔ آمین یا رب العالمین۔

والات:

1۔امانت کے بارے میں قرآن کا کیا فرمان ہے ؟

2۔ حضرت امام صادق لیہ السلام کی روایت کے مطابق وہ تین چیزیں کون ہیں جنکی خداوند ام ں کو بھی مخالفت کی اجازت نہیں دی ؟

3۔امانت کی کتنی قسمیں ہیں ؟